

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

بیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24 فروری 2020ء بروز سوموار بہ طبق 29 جمادی الثانی 1441 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	07
3	مشترکہ تحریک انٹونبر 3 مجاہد: ثناء بلوج اور سردار یار محمد رند، ارائیں اسمبلی۔	18
4	قرارداد نمبر 21 مجاہد: سردار یار محمد رند، رکن اسمبلی۔	71
5	آڈیٹر جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ۔	84

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب صدر حسین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبد الرحمن
چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 4 فروری 2020ء بروز سوموار بھرطابق 9 جمادی الثانی 1441 ہجری، بوقت صبح 11 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَنْظُرُنَفْسَكُمْ مَا قَدَّمْتُمْ لَعِدَّتِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ هٰ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَإِنْسَنُهُمْ أَنْفُسُهُمْ مُّلْكُهُمْ أُولَئِكَ هُمُ الْفَسِيقُونَ بٰ
لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ط أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ بٰ

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیات نمبر ۱۸ تا ۲۰﴾

ترجمہ: اے ایمان والوؤرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھ لے ہرا یک جی کیا بھیجا ہے کل کے واسطے اور ڈورتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دیئے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان۔ برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مراد پانے والے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ وفقہ سوالات۔ جی شناع اللہ صاحب۔

جناب شناع اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! جس طرح کہ آپ کو علم ہے کہ آج کے اخبارات بھی آپ نے دیکھنے ہوں گے۔ آج سے تین دن قبل ایران میں کرونا وائرس سے آٹھ کے قریب ہلاکتیں، اس وقت تو کے قریب ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ خدا کرے کہ یہ ہلاکتیں نہیں ہوں۔ اور کرونا وائرس کی جو خبر ایران میں ہے۔ وہ درست بھی نہ ہوں۔ لیکن جس طرح کہ دُنیا کے حالات ہیں۔ جس طرح خطے کے حالات ہیں۔ اُس سے لگ یہ رہا ہے کہ کرونا وائرس اس خطے میں، اس ریجن میں داخل ہو چکا ہے۔ ایران کے ساتھ ہم تقریباً جناب والا! ہم کوئی 954 کلومیٹر بارڈر شیر کرتے ہیں۔ میں سمندری حدود کی بات نہیں کرتا۔ جو کشیاں سمندر سے آسکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناع بلوچ صاحب! اس سے متعلق آپ کی تحریک التوا بھی ہے۔ پھر آپ اُس میں بات کریں۔ کارروائی، وفقہ سوالات کو جلد سے جلد نہ نہانا ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: نہیں جناب والا! سوالات ہمارے ہی ہیں۔ اور منسٹر صاحبان بھی نہیں ہیں۔ ہم سوالات کو defer کریں۔ بلوچستان میں اس وقت ایک جنسی ہے۔ پورے پاکستان میں۔ پوری دُنیا میں ایک خوف وہ راس کا ساماحول ہے۔ لہذا یہ اسمبلی میں ہمارے ہی سوالات کو defer کر کے اجلاس کی کارروائی جو ہے وہ آپ معطل کر کے ہمارے تحریک التوا پر بحث کا آغاز کروائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ گونہ نہ اڑا کیں میں سے جوابات دیں گے ان سوالات کے؟
انجینئر زمرک خان اچنزی (وزیر زراعت و کوآپریٹوں): ہمارے جو ٹرانسپورٹ کے ہیں۔ اور دوسرے جو ہیں یہ مجھے انہوں نے کہا تھا کہ آپ اُنکے جواب دے دیں۔ یہ پانچ منٹ کا ہے۔ ٹھیک ہے ایک جنسی ہوتی ہے۔ لیکن اسمبلی کے بھی رولز ہوتے ہیں۔ اپنا ایک طریقہ کارہوتا ہے۔ اور طریقہ کارکو، چاہے انکے سوالات ہوں، چاہے میرے سوالات ہوں۔ یہ نہیں ہوتا ہے کہ جی میرے سوال ہیں تو آپ اس کو ایک سال کیلئے defer کر دیں۔ ہم کرونا وائرس پر مکمل تفصیلی بات کریں گے۔ اب اپنا جو سوال وجواب جو ہمارے پی اچ ای کے منسٹر آئے ہوئے ہیں۔ ٹرانسپورٹ کے اور اُس کے ہم دے دیں گے جواب۔ اور اس کو کر کے پھر طریقے سے آپ اُنکو چلا کیں۔۔۔ (مداخلت۔) جب سوالات ختم ہوں گے اُس کے بعد۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: انہوں نے درخواست دی ہوئی تھی۔ اور درخواست منظور بھی ہوئی۔ درخواست ہمیں بھیجی تھی ناں۔ آپ لوگوں کو تو نہیں بھیجیں گے کہ منظور کر کے۔

وزیر زراعت و کاؤنٹری ٹاؤن: یہ کہتے ہیں کہ ساری اسمبلیاں ہمارے کہنے پر چلیں۔ سارا ان کا کہنا ہو۔ آپ کو میں زہری صاحب بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج صاحب! سوالات کو جلد سے جلد نہادیں۔۔۔ (مدخلت) اس طرح نہیں ہو سکتا اسمبلی کی کارروائی۔ question ہو جائیں گے آپ لوگوں کے questions۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہاؤس کی رائے لے لیں تحریک التوا متعلق۔ بلوچستان کے عوام اس وقت اس سلسلے میں یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور آپ کیا کریں گے۔ ہمارے سوالات جناب اسپیکر! آپ رائے شماری کرائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صرف اس پر پانچ منٹ لگیں گے۔ آپ لوگ اس پر بحث و مباحثہ کریں۔ سارے سوالات کے جوابات آئے ہوئے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: سر! ہمارے سوالات ہیں۔ ہم نہیں چاہتے اپنے سوالات۔ ہمارے سوالات اور کسی نے کیئے ہوں گے۔ جب ہمارے لوگ ہی نہیں رہیں گے۔ ہمارے لوگوں کی جان و مال اس وقت خطرے میں ہے۔ تو وہاں کسی کا یا پہلک ہیاتھ ان جیزٹر نگ کے سوال کی ضرورت ہے؟ یہ جناب والا! تحریک التوا آپکے سامنے ہے۔ آپ اس تحریک التوا پر بلوچستان میں کروناؤ ائس کے جو خطرات، خدشات جتنے بھی امُر ہے ہیں اُس پر تفصیلی بحث، حکومت بلوچستان کی تیاریاں۔ ہماری کوتا ہیاں، کمزوریاں اور ہم کیا مشترکہ طور پر کیا حکمت عملی بناسکتے ہیں؟ اس پر بحث کرنی چاہیے۔

وزیر محکمہ زراعت و کاؤنٹری ٹاؤن: شاء صاحب! ایک منٹ آپ مجھے دے دیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! آپ اس پر رائے شماری کروائیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کاؤنٹری ٹاؤن: میں کہتا ہوں ہم آپکے ساتھ ہیں۔ ہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے آپکو کب کہا کہ ہم کروناؤ ائس پر بحث نہیں کریں گے۔ ہم آپکے ساتھ ہیں۔ آپ ایک منٹ مجھے سُن لیں شاء صاحب! دیکھو! پرسوں اجلاس ہوا تھا۔ آپ کی طرف سے میرے اوپر، یہ بھی بھی زہری صاحب نے سوال

اٹھایا۔ میں کوئی بھاگنے والا نہیں ہوں۔ میں کوئی ادھر سے جانے والا نہیں ہوں۔ آپ لوگوں کو تھوڑا سا ایک جنسی کا پتہ ہونا چاہیے۔ میرے گاؤں میں میرے رشتے داروں کا بتیس سال کا جوان جسے ہارٹ اٹک ہوا۔ صحیح کے ٹائم میں اُس کے جنازے پر گیا۔ اور واپس بھی اپنے آپ کو پہنچایا۔ یہ سوال کہیں پر۔ ہم سوال کیلئے تیار ہیں۔ ہر سوال کا جواب دینے کیلئے۔ بقایا کرونا وائرس ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ بالکل اس کو موڑ کر دیں۔ ہم اسکے ساتھ ہیں۔ آپ تحریک التوا پیش کر دیں۔ پرواہ نہیں ہے جو بھی طریقہ ہے بعد میں کر لیتے ہیں۔ اب ہماری بھی یہی ریکووٹ ہے۔ جو ایک جنسی ہے۔ اس تحریک ا تو ا پر بحث کر لیں۔ بعد میں اگر وہ کوئی سوال کرتا ہے نہیں تو پھر بعد میں اُس کو کرتے ہیں۔ صحیح ہے؟۔ (ماغلٹ۔) میں ریکووٹ کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب ہمارے ہیڈ ہیں۔ پھر آپ اسمبلی روڈ کے مطابق یہ نہ کہیں جی۔ اسمبلی روڈ کو پاماں کیا گیا تھا۔ ہم یہ کرونا وائرس کے جو ہے طریقہ کا رہتا ہے یہ دس منٹ کے بعد بھی ہم اس پر بحث کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ سب کیلئے چیلنج ہے۔ پورے پاکستان کے لیئے ہے۔ ہم نے اسکی میٹنگز کر لی ہیں۔ وہ اگر ہے تو اُس کو طریقے سے defer کر لیتے ہیں۔ یہ question لا نالa defer، question دو منٹ بھی نہیں لگیں گے۔ تو یہ ایک روڈ ہو گا۔ روڈ کے مطابق۔ اگر آپ نہیں کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پہلے لاتے ہیں۔ تو اس کو پہلے لا نیں۔ میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House. آپ لوگ تشریف رکھیں تاکہ کارروائی جاری رکھ سکیں دو منٹ میں آپکو تمام دیتا ہوں۔ ایک بار یہ سوال وجواب کو نہیں کیں۔ اس طرح دیکھیں۔ میں آپکو موقع دیتا ہوں دو منٹ کے لیئے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: ہم تو پندرہ مہینے سے بار بار یہ defer سن رہے ہیں۔ اور سوالوں کے جواب نہیں آرئے ہیں۔ اور آج وہ دوسروں کی منسٹری کے جواب دینے کو تیار ہیں۔ اس سے قبل ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے۔ جبکہ concerned minister ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہیں defer کر دو۔ میں نے بار بار گزارش کی ہے کہ اس اسمبلی میں یہ ٹریڈری پیچز کی collective responsibility دوسرے منسٹر کو designate کریں۔ اور سوالوں کے جواب دیں۔ اگر ایک منسٹر کے questions کیلئے وہ منسٹر concerned نہیں ہے۔ تو اُنکی ذمہ داری ہے کہ کسی

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اسپیکر صاحب! میری گزارش پوری ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: باتوں سے پھر با تین نکلیں گی آغا صاحب وقت ضائع ہو گا۔ وہاں آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ سوالوں کے جوابات کیلئے ہمارے ساتھ وقت نہیں ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: بھائی! بات نامکمل ہوتی ہے۔ اسپیکر صاحب! ریکارڈ کیلئے درست نہیں ہے۔ تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو آج بھی کہتے ہیں کہ آئندہ کیلئے بھی question concerned ہے کہ کوئی منسٹر بھی موجود ہو تو وہ اسکا جب آتے ہیں تو گورنمنٹ کے collective responsibility ہے کہ کوئی منسٹر بھی موجود ہو تو وہ اسکا جواب دے۔ رہی یہ بات کہ روزہ۔ میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کر دی کہ یہ پارلیمنٹ کے مصدقہ norms ہیں کہ اس قسم کی جواہیر جنسی آتی ہے۔ اُس میں روزہ کو suspend کیا جاتا ہے۔ اور وہ important issue کو لیا جاتا ہے۔ یہ کوئی روایت کے خلاف بات نہیں ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دو منٹ تشریف رکھیں۔ تمام سوالات کو اگلے اجلاس کیلئے defer کیے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب صدر حسین (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست

باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج اور 27 فروری کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود خان لوئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج

اور 27 فروری کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کیجائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ جی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی؟

جناب اصغر علی ترین: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک بہت بڑا issue، ایک بہت بڑا مسئلہ ضلع پشین کے حوالے سے، کہ جب یہ گورنمنٹ عمل میں آئی جناب اسپیکر! یہ کہا گیا کہ لوگوں کو، نوجوانوں کو، روزگار دیا جائے گا۔ کچھلی گورنمنٹ میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے تمام تر پوشین جو ہیں وہ postponed کر رکھی ہوئی تھیں۔ لوگوں کو روزگار نہیں مل رہا تھا۔ میرٹ کے مطابق نوجوانوں کو روزگار دیا جائے گا، جناب اسپیکر! تین چار دن قبل ضلع پشین میں لیویز کی پوشین آئی تھیں۔ ان لیویز کی پوسٹوں کا ٹیکسٹ اور اٹریویز۔۔۔ (مداخلت۔) جناب اسپیکر صاحب! مجھے فلور دیا ہے (مداخلت) سردار صاحب! حوصلہ رکھیں، دمڑ صاحب حوصلہ رکھیں۔ دو منٹ تشریف رکھیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کچھ دن قبل ڈسٹرکٹ پشین میں لیویز پوسٹوں کی وہاں، اُنکے exams ہوئے ہوئے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ضلع پشین میں سات تحصیل ہیں سات سے آٹھ لاکھ آبادی ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! 17-18-19 یہ تین دن مختص کئے گئے وہاں ٹیکسٹ اور اٹریویز کے لئے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ تین دنوں کے بعد 21 تاریخ کو اسکا result بھی نکل آیا۔ سات تحصیلیوں پر مشتمل ایک ضلع۔ آٹھ، نو لاکھ آبادی اور پانچ دنوں کے اندر اندر ٹیکسٹ بھی ہو گئے اور اٹریویز بھی ہو گئے۔ اور results بھی آگئے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں حلفاً آپ سے کہتا ہوں کہ یہ پوشین پک گئی ہیں، یہ بیچی گئی ہیں۔ اس پر نیلامی کی گئی ہے۔ حکومت جو ہے اشتہار لگاتی ہے ”کہ بھرتی کے لئے اسامیاں خالی ہیں“۔ میرا ان سے یہ نزارش ہے کہ آپ

وہاں اشتہار کے بجائے لکھ دیں ”کہ بھرتی کے لئے بولیاں بھرتی کے لئے بولیاں“ - تاکہ بولیاں دی جائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو کہتا ہوں اس فلور آف دی ہاؤس، بڑے ذمہ داری کے ساتھ۔ میں آپ کو چھ آدمیوں کے نام دوں گا، تین کا تعلق لیویز فورس سے ہے۔ تین کا تعلق پیک سے ان چھ کو FIA کے حوالے کریں۔ اگر انہوں نے اپنا جرم قبول نہیں کیا تو جو چور کی سزا دہ میری سزا۔ اس پر میرے پاس جناب اسپیکر صاحب! نام موجود ہیں اگر آپ کہتے ہیں تو اس فلور پر میں اُنکا نام بھی لینے کو تیار ہوں۔ کہ کون کوں سے شخص ملوث تھے۔ کن کن کے ہاتھ سے پیسہ گیا ہے اور یہاں تک کہ اگر یہ ہے میرے پاس یہ آڑیو اور کچھ ریکارڈ نگ بھی میرے پاس میرے موبائل میں موجود ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں یہاں اس فلور آف دی ہاؤس پر سنانے کے لئے تیار ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ڈی جی صاحب نے پانچ، جناب یہ گورنمنٹ والے پیغمبر سُنیں اگر میں اس میں قصور وار ہوں، یا میں اس میں غلط ہوں جو یہ سزا مجھے دیں گے مجھے قبول ہے۔ لیکن آپ دیکھیں تقریباً نوے پوٹھیں پشین ضلع میں آئی ہیں اور دس سال لوں کے بعد۔ آپ مجھے بتائیں خدا کی قسم وہ لوگ جو تبلیغ پر گئے ہوئے تھے ان کا نام اس میں موجود ہے جو ٹیکسٹ اور انٹرو یوز میں موجود نہیں تھے۔ اور اسٹینٹ کمشنر پشین کا عملہ، اُس کے گن میں، ڈرائیور اُس میں ملوث تھے۔ کہ یہ یہ بندہ پیسہ دے گا، وہ بندہ پیسہ دے گا۔ ڈی جی لیویز کا ڈرائیور اس میں ملوث ہے۔ ڈی جی لیویز کا آفس میں ایک شخص ہے ابھی میں نام لوں گا مجھے تو یہ خواہش ہے کہ یہ تحقیقات equal رکھیں میں خود پیش ہوں گا اس میں۔ میں ثابت کروں گا اس میں کہ کون کون ملوث ہیں۔۔۔ (مدخلت آپ حوصلہ رکھیں دمڑ صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لانگو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! دمڑ کو کچھ نہیں معلوم ہر بات پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ دمڑ صاحب! مجھے بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ترین صاحب آپ مختصر کریں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! بلاں کا کڑ جس کا تعلق BAP پارٹی سے ہے اور سی ایم ہاؤس میں بیٹھا ہے اور اس کا اپنا آفس ہے اور ایک عہدہ ہے۔ اُس نے مجھے فون کیا، میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ یا ر! یہ پوٹھیں بچی گئی ہیں، جناب اسپیکر! اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں اُس کو بلا کیں اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ

بات ہے اور اُس نے مجھے بتایا ہے ”کہ مجھے اسفندیار کا کڑ کا بھی فون آیا ہے برشور سے کہ یا ر! یہ پوٹیں نیلام کی گئی ہیں، بولی لگائی گئی ہے۔ میری حکومت سے۔ بات سنیں جناب اپیکر! (مداخلت) سلیم جان! ایک منٹ آپ اپنی باری پر بولیں اپیکر صاحب! نے مجھے فلور دیا ہے آپ سنیں حوصلہ کھیں۔ میں حلفاً آپ سے کہہ رہا ہوں۔ جناب اپیکر صاحب! جہاں تک میری معلومات ہیں جناب اپیکر! باقاعدہ جیسے آپ کسی گنج میں جاتے ہو۔ پشوٹ میں کہتے گنج یعنی کسی منڈی میں جاتے ہیں بولی گئی ہوئی ہوتی ہے کہ یہ اتنے کا ہے، یہ اتنے کا ہے۔ باقاعدہ ضلع پیشین میں ڈی جی صاحب نے بولی لگوائی ”کہ جوزیاڈہ پیسے دے دیں“۔ میرے پاس ایسے لوگ ہیں جن سے انہوں نے ایڈوانس میں پیسے لئے تھے۔ ”کہ بھائی جان! جب لسٹ آئیگی اگر آپ کا نام ہوا تو پیسے ہمارے، اگر نہیں ہوا تو پیسے واپس دیئے جائیں گے“۔ کیا یہ میرٹ ہے۔ کیا یہ تبدیلی ہے کیا یہ ترقی ہے بلوچستان میں؟ جناب اپیکر صاحب! میں نے جو باتیں آپ سے کی ہیں، میں قسم اٹھاتا ہوں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ اُس میں ایک بھی سیاسی اُس میں کوئی جملہ موجود نہیں ہے۔ اس میں اگر میرے دو یا چار بھائی خفا ہو رہے ہیں کہ حاجی اصغر اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس لوگ آئے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اصغر علی ترین صاحب! مختصر کریں۔ کارروائی کی طرف آجائیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اپیکر صاحب! مجھے سنیں ہمارے پاس لوگ آئے، جوان، پڑھے لکھے۔ A.B.A، جنہوں نے Masters کئے ہوئے ہیں رورہے تھے کہ یا ر! وہ جوبندے ٹیسٹ و انٹریو میں موجود نہیں تھے اُن کے نام لسٹوں میں آگئے۔ ہم نے محنت کی ہے، خواری کی ہے صرف انہوں نے پیسہ دیا ہے اور ہمیں۔ اور دوسرا جناب اپیکر صاحب! آپ یہ انکوائزی بٹھائیں۔ لیویز الہکار جو بولیں میں ہیں، جو گن میں ہیں یا ڈی سی کے یا لیویز کے یا جو عہدے پر ہیں اُن کے سارے بھائی بھرتی ہو گئے۔ وہ کیسے؟ وہ تو ان کے ساتھ settle میں موجود تھے۔ اُن کو پہتھا کہ یا ر اس چینل سے پیسہ جارہا ہے۔ تو انہوں نے باقاعدہ پیسہ دے کر اپنے بھائیوں کے لئے، اپنے بچپن ابھائیوں کے لئے باقاعدہ پوٹیں خریدی ہیں۔ یہ حالت ہے۔ ڈی جی صاحب نے۔ جناب اپیکر! 90 پوٹیں 7 تحصیل 9 لاکھ کی آباد ضلع میں جناب اپیکر صاحب! پانچ دن کے اندر رزلٹ بھی آگیا۔ اور جناب اپیکر! ایک ذمہ دار شخص نے وزیر داخلہ سے پوچھا۔ میں وہاں موجود تھا ”کہ یا ر! آپ کو پتہ ہے کہ یہ result-announce ہوا ہے“۔ وہ کہتا ہے ”کہ مجھے تو پتہ ہی

نہیں ہے۔ یہ حالت ہے جناب اسپیکر! میری آپ سے گزارش ہے اگر آپ نے پیشین کے عوام پر رحم کرنا ہے، یہ گورنمنٹ کے دوست ہمارے بھائی ہیں، بڑے ہیں اس میں ہمارے بزرگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے CMIT پر ہمارا بھروسہ نہیں رہا ہے۔ یہ محض ایک ڈرامہ ہے، CMIT کی ٹیم آتی ہے ڈسٹرکٹ میں اچھا۔ (مداخلت) ایک منٹ صبر کرو CMIT آتی ہے ڈسٹرکٹ میں، ان کو اچھا کہانا provide ہوتا ہے۔ اچھا پر ڈکول ملتا ہے۔ سب کچھ ملتا ہے۔ نہ آپ نے کیا ہے اور نہ میں نے کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے میں چھ بندوں کا نام دوں گا۔ یہ گورنمنٹ والے پیغمبر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی بھی ذمہ داری قبول کریں۔ FIA کے حوالے کریں، چھ بندے میں چھ بندوں کے نام دوں گا۔ اگر شفاف تحقیقات نہ ہوئیں، اور اس میں جرم قبول نہ ہوا، تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ میری آپ سے گزارش ہے، یہ ایٹھی کر پیش، یہی ایم آئی نہیں ایف آئی اے کے حوالے کریں۔ تین لوگ ۔۔۔۔۔ (مداخلت) وہ بھی آئیگا سلیم جان۔ تین لوکل لوگ ہیں اور تین وہ لوگ ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ Order in the House. آپ اپنی چیز سے بات کریں آپ کی بات ریکارڈ نہیں ہو رہی ہے۔ (مداخلت) جی اگر آپ لوگ تشریف نہیں رکھیں گے؟۔ اچھا! اسمبلی کا اجلاس 15 منٹ کیلئے House, please. وقفہ دیا جاتا ہے۔

(اسمبلی اجلاس 15 منٹ کیلئے ملتوی کیا گیا ہے۔ وقفہ کے بعد دوبارہ اجلاس ڈپٹی اسپیکر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔)

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم تشریف رکھیں شکریہ جی مختصر بات کریں تاکہ کارروائی کی طرف آئیں۔ **جناب اصغر خان ترین:** جناب اسپیکر! break سے پہلے آپ سے میں نے عرض کیا تھا یہ پیشین کے جو لیویز کی آسامیاں اس میں جو بولی لگائی تھی، بیچا گیا اس کو۔ اس کے بارے میں آپ سے گزارش ہے رو لنگ دیں۔ اور اس معاملے کو تھوڑا سا سنجیدہ ہمیں لینا چاہیے یہ اس لیے کہ آج ضلع پیشین کے ساتھ کل کسی اور ضلع میں ہوگا۔ تو یہ point ایک public importance ہاگر آپ اس پر۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔

جناب اصغر خان ترین: ایک منٹ آپ بیٹھ جاؤ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب آپ بیٹھیں، زمرک خان صاحب آپ کو میں نے floor نہیں دی ہے آپ تشریف رکھیں۔ (مداخلت)

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر راععت و کاؤ پریزو): جناب اسپیکر صاحب میں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! ایک point پر، میرا بھی اسی ضلع سے تعلق ہے۔ مہربانی کر کے دو منٹ مجھے دیں۔ بلوچستان میں بے روزگاری کی تودیے ہی چرچے ہیں، ہر طرف پروگرامی ہے اور پچھلے ڈیڑھ سال سے الحمد للہ بہت ہی زیادہ بے روزگاری ہے۔ ایک طرف روزگار کے ڈھول بجائے جاتے ہیں دوسری طرف سے بے روزگاری کی انتہا ہے۔ اب خدا کر کے 90 پوٹھیں آئی ہیں جس میں پچاس سی پیک کی تھیں کوئی تیس، پنیتیس regular levies کی تھیں اور بہت عرصے سے یہ advertise ہوئی تھیں لوگ انتظار میں بیٹھے تھے اور پچھلے دونوں، میں نے جیسے کہا انکے so called interview اور result within 3,4 days بھی سامنے آگیا۔ اب اُسکے بعد ایک بہت زیادہ شور و غوغل آگیا لوگوں کے نقش میں۔ اور بہت سارے ایسے cases سامنے آئے ہیں بلکہ میں خود آپ سے حلقا کہتا ہوں کہ ایک فاتحہ پر میں بیٹھا ہوا تھا رو دملازئی میں وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے انہوں نے کہا مجھے ٹیلیفون آیا کوئی سے کہ بھائی لیویز کی post پر آپ کے بیٹھے کو لاگائیں گے 4 لاکھ روپے، لوگ 8 دیتے ہیں آپ 4 لاکھ دو۔ وہ بنده زرامطلب شریف تھا تو اُس نے کہا کہ میں پیسے دے کر جانا ہی نہیں چاہتا ہوں۔ پھر یہ ایک بدنامی کا باعث ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کے لئے بھی۔ میں گورنمنٹ کے بھائیوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر واقعی یہ افترافری اور کرپشن نہیں ہے تو ہماری باتوں کو بُر انہیں مانتا چاہیے اور ہم جب ان سے اس قسم کی چیزوں کو highlight کرتے ہیں فلور پر لاتے ہیں تو ان کو خوش ہونا چاہیے اس لئے کہ چوروں کو اگر ساتھ یہ نہیں ہے تو ہمیں مل کر انکو پکڑنا ہے، اگر یہ ساتھ ہیں تو پھر انکو یہ بتیں بُری لگنی چاہیے اور مجھے توقع ہے کہ یہ ساتھ نہیں دیں گے تو مہربانی ہوگی آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میری گزارش پوری ہونے دیں سر مجھے بات کرنے دیں۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House سے اس پر اپنی موقف پیش کر دیں۔ زمرک خان اچکزئی آپ اپنا موقف پیش کر دیں تاکہ میں رولنگ دے دوں۔ آرڈران دی ہاؤس۔ اس پر مزید بحث مباحثہ نہیں ہوگا۔ گورنمنٹ اراکین

وزیر زراعت و کواپریٹو: جناب اسپیکر صاحب شکریہ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میری بات پوری ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب آپ کی بات میں نے تفصیل سے سُن لی۔ نا تناوق ت تو، اتنا وقت تو ایوان کے پاس نہیں ہے آغا صاحب۔ زمرک خان اس پر۔ آرڈران دی ہاؤس اس سے related آپ لوگ گورنمنٹ اراکین کو موقع دیں۔ آغا صاحب میں نے آپ لوگوں کی بات تفصیل سے سُن لی، آپ تشریف رکھیں اس پر میں وہ کرتا ہوں۔ نصراللہ خان آپ تشریف رکھیں۔ زمرک خان آپ اس پر بات کریں۔ یہ طریقہ نہیں ہے ہوتا ہے۔

وزیر زراعت و کواپریٹو: مجھے دو منٹ سُن لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ طریقہ نہیں ہوتا نصراللہ خان اس طرح تو میرے خیال سے کارروائی آگئے نہیں جائے گی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: ایسا ہے کہ ابھی جناب اصغر ترین صاحب، آغا صاحب نے ایک توجہ مبذول کرائی حکومت کی، کوئی میں 266 بندے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں نان ٹیچنگ میں لگا دیئے گئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر 4, 3 اجلاسوں میں اس پر تفصیلی بات ہماری ہو گئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: just a minute جناب اسپیکر! ابھی اسکا ابھی تک CMIT کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر ہم ماضی میں جائیں گے تو اس طرح ہماری کارروائی آگئے نہیں جائے گی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ انپکشن ٹیم کے چیئرمین نے اس کی تحقیقات کی اور تحقیقات کامل ہوئی ہے، وزیر اعلیٰ کی table پورٹ پڑی ہوئی ہے وزیر اعلیٰ نے فلور پر کہا کہ اس میں

معاملات ہیں اب وہ رپورٹ کیوں عیاں نہیں کیا جاتا۔ اُن بندوں کو جو غیر قانونی طور پر لگائے گئے ہیں جنہوں نے آنڑو یونیٹس دیئے، جن سے پیسے لے تھے کوئٹہ میں، وہ رپورٹ وزیر اعلیٰ کے table پر پڑی ہوئی ہے تین، چار مارچ سے اُس پر ابھی کیوں عملہ آمد کیوں نہیں ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصراللہ خان آپ بات کی اور طرف یجارہ ہے ہیں۔

وزیر راست و کواپریٹو: جناب اسپیکر صاحب!

جناب عبدالواحد صدیقی: point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مختصر مختصر دو باتیں کریں تاکہ پھر۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب! میں صرف وہ قانونی point آپ کے سامنے رکھ لیتا ہوں۔ اس کے برخلاف پورا عمل ہوا ہے۔ ہمیشہ ٹیسٹ اور انٹرو یو کے لئے تاریخ دی جاتی ہے تو ایک دن ٹیسٹ کیلئے تو دوسرا دن انٹرو یو کیلئے، یہاں اس کے برخلاف کام ہوا ہے ایک ہی دن میں ٹیسٹ بھی ہوا وہ ڈبھی ہوائی انٹرو یو بھی ہوئے یہ سب کچھ ہوا ہے جو کہ خلاف قانون ہے۔ اور وہاں آپ کے اشتہار میں عمر کی آخری حد 18 سے لیکر 30 تک رکھا ہے جو کہ اس کے برخلاف کام ہوا ہے 30 سے آگے بھی 36، 35 اس طرح کے لوگ لگے ہیں۔ یہاں اشتہار لگا رکھا ہے اشتہار میں یہ شق موجود ہے کہ پشین کے لوکل اور ڈیسائل لگیں گے لیکن اسکے برخلاف کام ہوا ہے کوئٹہ کے لوگ بھی اس لیویز میں بھرتی ہوئے ہیں، قلعہ عبداللہ کے بھی لگے ہیں۔ روزیہ ہوتے ہیں کہ جو سلیکشن کمیٹی تینات کی جاتی ہے تو میرٹ لسٹ پر اُن سب کے دستخط ہونے چاہئیں۔ جو کہ اس پر پوری سلیکشن کمیٹی اکٹھ افراد کے دستخط موجود نہیں ہے۔ اخباری اشتہار کے مطابق 3 دن رکھے گئے تھے 7 تحصیل ہیں لیکن اُن لوگوں نے سب کو ایک ہی جگہ پر بٹھا کے الگ الگ تحصیل کیلئے وقت دیا گیا تھا۔ لیکن سب کو ایک جگہ پر بیٹھا کہ ایک ہی دن میں سب کچھ مکمل کر دیا گیا۔ 19 تک۔ یعنی آپ خود اندازہ لگائیں کہ 1800 بندے اس ٹیسٹ انٹرو یو میں شریک تھے صرف ایک ہی دن میں 19 تک تو اس ٹیسٹ انٹرو یو شروع تھے آگے 20 کو پھر فیصلہ ہو جاتا ہے اور 21 کو list issue ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ٹیسٹ انٹرو یو میں جو لوگ بیٹھے تھے ان سے ہٹ کر یعنی آپ خود اندازہ لگائیں کہ ابھی اُس پورے کیس کو open نہیں کیا جاتا۔ تاکہ لوگ دیکھیں اس میں بتا دیتا ہوں کہ ٹیسٹ انٹرو یو میں جو لوگ میرٹ list میں ہیں وہ

میرٹ لست یہاں لا کے دکھائیں کہ اس میں کون ہے؟ غیر متعلقہ افراد لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صدیقی صاحب آپ تشریف رکھیں اسی سے متعلق آپ لوگوں کی باتیں نوٹ کر لیں، اسی سے متعلق ہم لوگ۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اگر آپ یہاں رولنگ نہیں دیں گے مسئلہ یہ ہو گا جس طرح کوئی کے 260 پوسٹوں کا معاملہ ابھی تک لٹکا رہا ہے تو پیشین کا بھی یہ مسئلہ رہیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں نے آپ لوگوں کی باتیں سن لی ہیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ظاہر ہے ہم نے حکومت کے ساتھ تعاون کرنا ہے ورنہ پھر سارا پیشین آپ کے اسمبلی کے سامنے بیٹھ جائیگا۔ پھر آپ جانے آپ کا کام۔ ہم آپ سے تعاون کر رہے ہیں تو کم از کم حکومتی پخراں کیس کو seriously لیں اور آپ رولنگ دیں اس پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: انکا موقف سنبھل کے بعد میں ابھی رولنگ دونگا جی زمرک خان اچنڈی صاحب۔

وزیر راعت و کاؤپریٹو: جناب اسپیکر صاحب شکریہ۔ اپوزیشن کے دوستوں نے لیویز کے حوالے سے جو تخفیفات انہوں نے بیان کیے جو مختلف کہتے ہیں کہ کہیں پروہ کر پیش ہوئی ہے یا پیسے لیے گئے ہیں۔ میں حکومت کی طرف سے اتنا کہہ دوں کہ میرا حقیقت میں اگر یہ یقین کر لیں میرے قلعہ عبداللہ میں 117 پوسٹیں تھیں، ابھی کوئی 5 یا 6 مہینے پہلے انہوں نے کہا کہ ہم میرٹ پر اُسکو لے آئیں گے اور میرٹ پر appointment کریں گے میں قسمیہ کہتا ہوں کہ مجھے ان 117 پوسٹوں میں ایک پوسٹ بھی نہیں ملی۔

ٹھیک ہے باتیں ہوتی کہ جی کر پیش ہوئی پیسے لئے گئے یہ ہوا۔ میں بھی ناراض تھا ایک قسم کا کہ جی میرے لوگ نہیں لگائے گئے۔ لیکن بعد میں جب میں نے پوچھا ٹھیک ہے وہ انہوں نے اپنا میرٹ رکھا تو صحیح تھا، غلط تھا، وہ اپنی حد تک۔ ابھی جو اصغر صاحب، آغا صاحب اور صدیقی صاحب نے پیشین کے حوالے سے جوابات کی، میں ایک بات واضح کرتا ہوں گو نہیں کی جیشیت سے بلکہ اپنی پارٹی کے حوالے سے کہہ دوں کہ پوسٹیں۔ میری یہ تیسری دفعہ ہے، پوسٹیں چاہے وہ عوامی نمائندہ ہو یا بیورو کریسی کا کوئی بندہ ہو۔ اگر وہ پوسٹیں بھیج دیں تو میں تو کہتا ہوں میں اس پر لعنت بھیجا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں اس سے اور شرم کی بات نہیں ہے کہ ہم اپنے بچوں سے پیسے لیکر اور انکو appointment دیتے ہیں، ٹھیک ہے شاید کوئی سفارش چلے کوئی

MPA کا کوئی ایک دو بندے اُس میں داخل ہو جائے وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میرٹ کو پامال نہیں کرنا چاہیے۔ یہ میں واضح کرتا ہوں اپنی اپنی حد تک کہتا ہوں اور اگر مجھے اس گورنمنٹ میں میری منسٹری کے متعلق یا کیا کوئی ایم پی اے کے متعلق ایسی بات آجائے تو ہم اپنے چیف منسٹر کو یہ تحفظات بیان کر سکتے ہیں۔ دوسرا بات پشین کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ یہ پیسے لے گئے میں آپ کو حلفیہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا ثبوت ہو جو بندہ پیسے دے کے لگ گیا ہو۔ کیونکہ ان کی بات صحیح ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ غلط بات شاید کہہ رہے ہوں۔ لیکن یہ طریقہ کار ہوتا ہے گورنمنٹ کا ادارے موجود ہوتے ہیں مختلف ادارے ہوتے ہیں NAB سے لیکر، آپ NAB کو بھی کیس دے سکتے ہیں اگر آپ کو اپنی کرپشن پر یقین نہیں ہے آپ کو CMIT پر یقین نہیں ہے آپ کو دوسرا کوئی، یہاں FIA ہے Federal Investigation Agency ہے اس پر یقین نہیں تو NAB پر تو ہم سب کو ہے بڑے بڑے لوگوں کو انہوں نے اندر کر دیا۔ آپ کے چیف منسٹر کو یہاں کہ President کو انہوں نے جیل میں ڈالے ہیں چاہے وہ صحیح ہو یا غلط ہے لیکن ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ میں انکو یہ تسلی دیتا ہوں کم از کم پشین کے جو ہمارے ممبرز ہیں جو معزز ساختی ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کیس کو ہم سارے یہاں بیٹھے ہوئے ہمارے ہمارے منسٹر صاحبان سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے، جو ہمارے ہوم منسٹر اس کا تعلق بھی ہے، حقیقت میں ہماری کوشش یہی ہے کہ میرٹ صحیح ہو اور صحیح طریقے سے appoint ہو پیش کسی کی سفارش چلے یا نہ چلے میں اس وقت تک نہیں جاتا ہوں۔ لیکن پیسوں کا دھنہ کم از کم نہیں ہوگا جس نے بھی کیا ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور میں اس کی پر زور نہ ملت اور مخالفت کرتا ہوں۔ اور پشین کے حوالے سے اصغر خان میرے ساتھ یا ہمارے جو منسٹر ہیں سردار یار محمد صاحب، سلیم صاحب ہیں، اور ہمارے لاگو صاحب ہیں، سردار عبدالرحمن صاحب ہیں بیٹھ جائیں، میں ان کو حقیقت سے یہ کس جگہ پر حلفیہ کہتا ہوں اگر پیسے لئے گئے تھے میں چیف منسٹر کو اعتماد میں لے کے چاہے وہ DC نے کیا ہے چاہے وہ کمشنر نے کیا ہو، چاہے اُنکے ڈرائیور نے کیا ہو، کسی نے بھی کیا ہو میں انکو یہ کوئی تسلی دیتا ہوں کہ اگر وہ ثابت ہو گئے تو یہ پوشنیں کینسل ہوں گئی۔ اور ان کا جو یہ الزمات یا جو بھی انہوں نے تحفظات ظاہر کئے ہیں۔ اُس پر عمل درآمد ہوگا۔ اگر نہیں ہوا تو کم از کم اپوزیشن کا یہ حق بنتا ہے کہ ٹھیک ہے انہوں نے ایک نشاندہی کی ہے۔ اُس نشاندہی کو ہم اٹھا کے لے جائیں گے اور تسلی بخش انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر ان کو جواب دینے گے کہ آیا یہ بھی

اپنے ثبوت لے آئیں ہم بھی ایک انکواری کریں گے گورنمنٹ کی حد تک۔ گورنمنٹ ان کی انکواری کر سکتی ہے وہ اپنی کمیٹی بنائی گی۔ اس پر بیٹھا یعنی ہم چیف منستر سے گزارش کریں گے بلکہ request کریں گے کہ انکے apposition کے جو تحفظات ہیں انہوں نے جو ثبوت لاائیں ہیں لیویز کے حوالے سے اگر حقیقت میں وہ ہوا۔ تو انشاء اللہ میں کہتا ہوں کہ ہمارا چیف منستر ایسا آدمی نہیں ہے یہ سامنے ان کو نہیں کہتا ہوں شاید یہ کہتے ہیں کہ چیف منستر صحیح ہے نہیں، ہمارے لئے وہ محترم ہے قابل آدمی ہے کام کرتے ہیں، اس صوبہ کے لئے محنت کرتے ہیں ہم سب محنت کرتے ہیں ٹھیک ہے اپوزیشن اپنی تقید کرے اُس تقید کو برائے تعمیر کریں۔ اور ہم اُسکو اصلاح کے لئے ہم آگے لے جائیں گے اور اس کی انکواری کریں گے اگر جو بھی اس میں ملوث پایا گیا اُس کو سزا ملے گی شکر یہ جناب اپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جی شکر یہ۔ زمرک خان اچکزئی صاحب۔ جیسے کہ آپ لوگوں نے اس point of order پر بات کی، گورنمنٹ کے اراکین نے آپ کو ایک تسلی بخش جواب دیا ایک ہفتہ کے اندر اندر انکے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو نمٹادیں۔ اور جو concerned department وہ ہمیں پیش کیا ہے میں مکمل جو تفصیلات ہے اس حوالے سے وہ فراہم کر دیں۔ جی جناب ثناء بلوچ صاحب اور سردار یار محمد رند صوبائی وزیر کی جانب سے مشترک تحریک التوانگر 3 موصول ہوئی ہے۔

سردار یار محمد رند (وزیر تعلیم): یا آپ کا decision جو آیا ہے یہ لیویز کے حوالے سے ہے یا ابوجکیشن کے حوالے سے ہیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: صرف لیویز کے حوالے سے ہے۔ (مدخلت)

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اپیکر! منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں request کرتا ہوں۔ دیکھیں آپ نے فلور پر آپ نے کہا تھا آپ کے good chair نے کہا تھا۔

جناب ڈپٹی اپیکر: نصراللہ خان دیکھیں non-teaching کے حوالے سے ہم لوگوں کی کافی تفصیلات بحث و مباحثہ بھی ہوئے بات بھی ہوئی یہ صرف۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اپیکر! جیسے ایک مسئلہ پڑا ہوا ہے اس کو حل نہیں کیا ہے تو یہ لیویز کا حل کیا ہوگا؟ یہ جس طرح ہوگا؟ CMIT کی رپورٹ آئی ہوئی ہے اُسکو ہاؤس کی ٹیبل پر لاو۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: دیکھو ایک منٹ سُن لیں۔ دیکھیں اگر رپورٹ آئی ہے وہ بھی چیف منستر نے اور یہاں کی گورنمنٹ نے وہ کمیٹی بنائی۔ اب تھوڑا سا wait تو کر لیں اگر اس میں کوئی غلطی ہو گئی اس میں کوئی پایا گیا تو CMIT کی رپورٹ کو۔ (مدخلت) دیکھو آپ کی بات صحیح ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House تحریک التوا کی طرف آتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: اس طرح نہیں ہوتا ہے 4 مارچ سے ہم لوگ چیخ چیخ کرتے ہو گئے ہیں لیکن وہ رپورٹ ابھی تک نہیں آئی ہے۔ وہ کہاں گئی؟ وہ ٹیبل پر پڑی ہوئی ہے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اُس کو ہاؤس میں لاوہ ممبر ان کے سامنے پیش کر دو جس میں وہ قصور و اری ہیں اُس کو سزادے دو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں اس پر ہماری تفصیلی بات ہو گئی ہے۔ شاء بلوج صاحب! آپ اور سردار یار محمد رند کی جانب سے مشترکہ تحریک التوانہ 3 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انصباط کار بھریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر(a) 75 کے تحت مشترکہ تحریک التوانہ 3 پڑھ کر سُنتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ہمسایہ ملک ایران میں کرونا وائرس کے کیس سامنے آنے کے بعد بلوچستان سے مسلک ایرانی سرحدی علاقوں کے لوگوں میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں خصوصی screening اور checking کے لئے تحریک التوانہ ہونے بنا کر نوادا وائرس پھیلنے کا خدشہ ہے۔ اس سلسلے میں اگر حکومت کی جانب سے بروقت اقدامات ناٹھائے گئے تو خدا نخواستہ مختصر عرصے میں یہ وائرس پورے صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم، فوری عوامی نویعت کے عوامی مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا مشترکہ تحریک التوانہ کو پیش کرنے کے اجازت دی جائے؟ جو اکیں تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب شاء بلوج: نہیں۔ یہ ایک طریقہ کار ہے۔ rules ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: طریقہ کار تو پورا کرنا ہے دمڑ صاحب۔ تحریک کو قاعدہ (2) 75 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ لہذا جناب شاء بلوج صاحب اور سردار یار محمد رند صوبائی وزیر اکین اسمبلی اپنی مشترکہ تحریک التوانہ 3 پیش کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: سردار صاحب اجازت ہے۔ بسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب

اُخْریک اتو اہماری ہم قواعد و ضوابط انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے ذیل تحریک اتو کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ ہمسایہ ملک ایران میں کورونا وائرس کے case سامنے آنے کے بعد بلوچستان سے مسلک ایرانی سرحدی علاقوں کے لوگوں میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ بلوچستان کے سرحدوں میں خصوصی توجہ، checking and screening کرنے کی بنا کر کورونا وائرس پھیلنے کا خدشہ ہے۔ اس سلسلے میں اگر حکومت کی جانب سے بروقت اقدامات نہ اٹھائے گئے تو خدا انخواستہ منحصر عرصے میں یہ virus پورے صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کی admisibility پر بات کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا۔ جس طرح آپ کو علم ہو گا کہ 30 جنوری 2020ء کو world health organization نے جو کورونا وائرس ہے جس کو Covid-19 یا SARS- ہے۔ اس کا نام دیا گیا ہے۔ کوین الاقوامی سطح پر public health emergency of international concern یعنی 30 جنوری اور آج ہے جناب والا 24 فروری یعنی آج سے کوئی 24 دن پہلے اقوام متحده کے سب سے بڑے صحت کے ادارے WHO نے اس کو کوین الاقوامی نوعیت کا پبلک ہیلتھ ایم جنسی قرار دیا۔ جب اتنی بڑی ایم جنسی آتی ہے، جب WHO ایک بیان جاری کرتا ہے کسی public health emergency کے حوالے سے تو دنیا میں جتنے بھی ممالک ہوتے ہیں وہ فوری نوعیت کے اقدامات کرتے ہیں۔ کہ اس طرح کے اہم مسائل سے کیسے نمٹا جائے۔ ایسے مسائل جو پھر بالخصوص ایسا virus یا ایسی بیماری۔ یہ جس کے بارے میں آج تک ابھی اس کی تشخیص نہیں ہوئی۔ اور دوسرا بات یہ کہ اس کا کوئی آج تک جو ہے کوئی اس بیماری کی vaccine وغیرہ اس وائرس کا ایجاد نہ ہو۔ تو جناب والا! اس وقت جو ہے چین سمیت دنیا کے 25 ممالک میں کورونا وائرس نے آبادیوں کو متاثر کیا ہے۔ اور 25 کے بعد اب 26 اور 27 ویں ممالک میں بھی کیس سامنے آ رہے ہیں۔ ہم ارکین اسمبلی یا کوئی بھی دنیا کی کسی بھی جگہ کی Public Representatives آتی ہیں ان کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ کہ جب اس طرح کی public emergencies آتی ہیں تو دنیا میں وہ اپنا کیا کرتے ہیں جو معاملات زندگی کے

کام ہیں وہ تھوڑا سا shutdown, slowdown کرتے ہیں۔ اپنی توجہ جو ہے وہ دیگر معاملات سے آٹھا کر اپنی توجہ ایک ایسی معاملے کی طرف لے جاتے ہیں۔ جس نے پوری دنیا کی توجہ حاصل کی ہو۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک مہینے یا ڈبھ مہینے کا عرصہ گزرا، رات کی خبر کے مطابق 2800 کے قریب ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ 78 ہزار انسان اس وقت دنیا میں اس سے متاثر ہوئی ہیں۔ اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ جہاں سے یہ شروع ہوا یا جہاں یہ لوگ متاثر ہوئے initially چاہے وہ یورپی ممالک میں تھے یا north America میں ہوئے یا China میں سب سے زیادہ ہوئے وہ بڑے countries ہیں۔ ان کے پاس ایک developed یعنی بہت ہی اعلیٰ قسم کی صحت کے infrastructure موجود ہیں۔ وہاں جتنی بھی اگر کوئی ایک جنسی آگئی ہے ان کے پاس اتنے وسائل ہیں، اتنی دولت ہے، اتنی پڑھی لکھی ہوئی leadership ہے کہ وہ ان معاملات کو سمجھتے ہیں اور وہ اس کو شاید کنٹرول کر سکیں۔ لیکن اگر خدا انخواستہ ایک ایسے ملک میں جہاں اُس کا سارا ہیلتھ کا infrastructure یعنی خستہ حال صحت کا نظام ہو depleted ہے۔ جہاں یہ report ہے WHO system profile pakistan کے صفحہ نمبر 88 پر لکھا ہوا ہے۔ وہ میں آپ کو اگر سناؤں خدا انخواستہ یہ virus اللہ پاک نہ کرے اس میں کوئی political point scoring کی بات نہیں ہے لیکن خدا انخواستہ اگر وہ بلوچستان میں داخل ہوتا ہے۔ ہم نے آج تک دنیا میں جہاں جس بیماری کی 100 سال پہلی تشخیص ہوئی۔ جس کی vaccine بھی ہے پولیو اُس کو آج تک ہم control نہیں کر سکے۔ ہم maternal mortality کی شرح اموات کو نہیں رُوک سکے، ہم ماوں کی شرح اموات کو رُوک نہیں سکے۔ ہم hepatitis ABC کی جو ادویات ہیں وہ حکومت بلوچستان گزشتہ دو سال سے پیسے جاری نہ کرنے کی وجہ سے اُس کو رُوک نہیں سکے۔ جن کی vaccines ایک سو سال پہلے ایجاد ہوئی ہے۔ وہ بیماریاں ہمارے معاشرے میں ہر دوسرے گھر میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ ہر شہر ہر گلی ہر کوچے میں۔ تو اندازہ کریں ایک ایسی advanced بیماری جس کی دُنیا کے ساری بڑی طاقتوں نے ابھی تک اُس کی کوئی vaccine ایجاد نہ کی ہو۔ اگر خدا انخواستہ وہ ہم جیسے غریبوں کے بارڈر زکر اس کر آجائے۔ ہمارے گھر انوں میں پہنچ جائے جہاں تعلیم کی شرح انہائی کم ہے۔ یہ کیا

ماگنٹا ہے اس میں بہت سارے precautions ہوتے ہیں۔ یہ خبر جب alert ہوئی میں نے آج سے تین دن پہلے جو ٹویٹ کیا اسلام آباد میں تھوڑی سی ہیجان کی کیفیت یا میڈیا attention اسی وجہ سے پیدا ہوئی بلوچستان کے حوالے سے۔ تین دن پہلے جب کوم ایران میں چار ہلاکتیں ہوئیں، نیویارک ٹائمز میں جب یہ پہلی دفعہ رپورٹ ہوئی ایران کی حکومت بھی اس کو report کرنے سے شاید کترار ہے تھے۔ جب میری نظر سے خبر گزری میں نے immediately details بتا دیا، ساری 954 گلو میٹر border share کرتا ہے بلوچستان۔ ہمارے 12 کے قریب اس وقت شہر جو ہیں وہ ایران اور بلوچستان کا جو ہے سیستان اور بلوچستان کا وہ ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ملے ہوئے ہیں۔ جہاں نہ کوئی border ہے نہ کوئی security ہے ہزاروں سالوں سے آمد و رفت کا ایک نظام ہے۔ تو ایسے علاقے میں جب یہ خدا نخواستہ یہ جب آمد و رفت شروع ہوتی ہے، ہمارے بھائی ہے خدا نہ کرے کہ ایران میں بھی یہ پھیل جائے یا وہاں پر وہ رہ جائیں ہم نہیں کہتے کہ اس کو contain کرے، یہ ہوئی نہیں سکتی لیکن ہمارے یہاں ابھی تک جو اس وقت مسائل ہیں حکومت بلوچستان نے نوٹس نہیں لیا۔ یہ ساری چیزوں کی جب نشاندہی میں نے کی تو ایک bell alarm بجا۔ اس کو دنیا نے اُسی میری ٹویٹ کی وجہ سے دنیا میں دو تین دن پہلے WHO، اسلام آباد، وفاقی حکومت نے اس کا نوٹس لیا۔ لیکن حکومت بلوچستان کی طرف سے اب میں آپ کو بتاؤں even اگر حکومت بلوچستان بہت صدق دل سے اپنے سارے کام دھنے چھوڑ دے، appointments چھوڑ دے، ہمارے حلقوں میں مداخلت چھوڑ دے، کرپشن چھوڑ دے۔ سب کچھ چھوڑ کے اگر 100% توجہ کورونا وائرس کی طرف کرے کرنہیں سکتا۔ کیوں کہ اس غلطیوں کی نشانیاں ہم ڈیڑھ سال سے کر رہے تھے۔ میں آپ کو WHO کی report کے مطابق صرف ایک پیراپڑھوں گا انگریزی میں بہت important ہے۔ ہمارے دوستوں کے یہ سمجھنے کے لیے کہ ایک catcher وہ depleted fragile health infrastructure ہے۔ تو اتنی طاقت اور صلاحیتیں نہیں ہیں۔ کہ خدا نخواستہ وہ کورونا وائرس کی جو ہے اس مرض کو آپ روک سکیں۔ تو لہذا آپ کو خصوصی اقدامات کرنے پڑیں گے۔ اگر کوئی اچھا حکمران ہوتا تین دن پہلے ہی پوری رات سارے منتخب نمائندوں کو بلا کر کہتا کہ آپ اس پر public awareness campaign چلا کیں۔

جناب والا! report کے صفحہ 88 کی world health organization respect to basic health units data shows that a significant number of BHUs in the country are without basic facilities in more than 60% Balochistan in particular. کہتا ہے بلوچستان میں بالخصوص 60% جہاں پر بجلی نہ ہو 60% BHUs basic health units are without electricity. میں بجلی نہیں ہے۔ BHUs basic health units یعنی drinking water 70% basic health units میں پینے کا، ہاتھ دھونے کا پانی تک نہیں ہے۔ اور اس بیماری کی شروعات ہی اسی سے ہوتی ہے۔ کہ اگر کوئی مریض آئے گا وہ dispenser کی کچھ گا، technician کی کچھ گا کسی سے ہاتھ ملانے گا۔ وہاں hygiene کا سٹم نہیں ہے۔ اس کو ذرخیز کھاد فراہم کر دیا۔ وہ بہت تیزی کے ساتھ پھیلے گا۔ یہ اس کی initial اس طرح کی جو واہرس پھیلتے ہیں۔ پھر یہی رپورٹ کہتا ہے کہ 90% and more than 90% یعنی 90% سے زیادہ بلوچستان میں میں کہ public toilets نہیں ہیں یعنی جو دوسری سب سے بڑی cause ہوتی ہے کسی واہرس کی پھیلنے کی وہ public toilets سے ہوتی ہے۔ اگر clean lagenes اور اچھے ہوں صاف سترے ہوں تو وہ واہرس کو روکتا ہے۔ لیکن جب آپ کے پاس protected toilets ہیں میں نہیں ہیں۔ یہ report کی health public health toilets 90% BHUs کا۔ 2010ء کے بعد سے بلوچستان کی beds اگر خدا نخواستہ یہ آجاتا ہے۔ آپ کے پاس پورے بلوچستان برائے نام صرف beds کی تعداد جو دی گئی ہے لیکن عملًا میں رات ہاسپٹل سے ہو کے آیا۔ میں phisically گیا چیزیں دیکھنے کے لیے ایک feel کرنے کے لیے۔ بہت سی چیزیں اگر آپ پلک کے نمائندے ہیں آپ کو اتنے بڑے خطرات کا سامنا ہے آپ کچھ چیزیں دیکھنے کے لیے جاتے بھی ہیں۔ تو میں جب گیا ہوں کل رات کو ایک خاتون نے خاران سے وہاں جب میں ہاسپٹل میں گیا۔ میڈیسین کے وارڈ میں بہت بڑی تعداد میں مریض گیلریوں میں ابھی بھی سور ہے

ہیں۔ وہاں پر بلوچستان میں ابھی تک اور یہ کہتے ہیں کہ اس رپورٹ کے مطابق۔ میرے خیال سے جناب اپیکر صاحب آپ کی کوئی بات نہیں سنتا۔

جناب ڈپٹی اپیکر: order in the House

جناب شناع اللہ بلوچ: جناب! 7747 کے قریب beds جناب! کے قریب beds جو ہیں وہ پورے بلوچستان میں ہیں لیکن عملًا ہم یہ بات جانتے ہیں۔ اب اس بلوچستان میں یہ bed ہونے کے برابر ہیں۔ اب خطرات کیا ہے میں ذرا حکومت کو بتانا چاہتا ہوں کہ you dont have to plan a tent کیا کہتے ہیں یہ کورونا والے hospital کے establishment of tent hospital سے کنٹرول نہیں ہوگا۔ اس کے لیے بہت international protocols میں ہیں۔ میں 2014 میں UN کا Senior Advisor Liberia Sierra Leone میں Gini اور virus کی ebola کو روکنے کے لیے۔ مجھے اندازہ ہے کہ اُس وقت WHO, World Bank نے اور پوری دنیا نے کتنی کوششیں کیں پھر جا کے virus کی ebola virus جس سے 8 سے 9 ہزار لوگ مر گئے، پھر بھی اُسکو روکنے میں کسی حد تک کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح کانگو والے virus کو لیکن آج میں حکومت بلوچستان کی جو خبریں پڑھ رہا تھا۔ جن لوگوں نے ماں سک پہنے ہوئے تھے سفید سے یا جنہوں نے سفید سے وہ وردیاں جس کو ہم کہتے ہیں کہ اُسکے جو protection uniform ہیں، kit ہیں، gadgets ہیں، gear ہیں، جو انہوں نے پہننا تھا وہ plastic visible کی گردان کے بننے ہوئے تھے، وہ سارے تھے ان کی گردان نظر آ رہی تھی آپ کے سامنے اخبار پڑا ہوگا۔ جو لوگ ان حالات سے گزرتے ہیں، تجربہ کار لوگ دیکھتے ہیں۔ فوٹو سیشن سے بلوچستان میں کوئی چیز آگے نہیں بڑھا۔ اور یہی میں کہتا ہوں اب اس کے نقصانات کیا ہوں گے جناب والا! میں آپ کی طرف تھوڑی توجہ دلاتا ہوں۔ نمبر 1 آپ نے تفتان کا بارڈر close کیا بلوچستان میں گزشتہ 70 سال سے انسانی اسکلنگ سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ گجرانوالہ سے لے افغانستان کے لوگ سب آ کے جمع ہوتے ہیں، نوشکی، چاغی، کوئٹہ میں یہاں سے ایران آپ مجھے بتا دیں آپ نے کتنے لوگ ایران سے کل لانے ہیں۔ فی بندہ یہاں اینجنس بیٹھے ہوئے ہیں کوئٹہ میں، پورے بلوچستان میں 10 ہزار، 15 ہزار

فی انسان وہ آپ کو ایران سے کہیں سے بھی سمجھ کر کے آپ کو کوئی پہنچا دیتے ہیں۔ آپ نے خود دیکھا ہوگا ہزار گنجی آج سے کوئی 6 یا 7 سال پہلے کی بات ہے، 2 سو سے ڈھائی سو کے قریب لوگ ایک container میں لائے گئے جو مردہ پائے گئے۔ انسانی سماں گنگ بلوچستان کی سرحدوں سے دُنیا میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اب ہمارے پاس 12 ایسے شہر ہیں جہاں نہ کوئی چیک پوسٹ ہے، نہ جہاں کوئی FC ہے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ interaction۔ اچھا دوسرا بات آئی ہماری بلوچستان کے جو تقریباً دو ڈویژن ایک ابھی رخشن ڈویژن ہے اور دوسرا ہمارا مکران ڈویژن ہے۔ اس کے ساتھ ہمارا قلات ڈویژن کا جو ڈسٹرکٹ بیلہ ہے ہے۔ یہ سارے بڑا راست ایران کے ساتھ کشندیوں کی آمد و رفت، گاڑیوں کی آمد و رفت، خوارک کی آمد رفت ان کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، ہماری فیول کی آمد و رفت جناب والا! اب تو آپ کے پاس ایک اور آنے والا ہے۔ کورونا داخل ہونے ہو۔ اور خدا کرے کہ وہ نہ آئے آپ اتنا بڑا کوشش بھی کر لینے crisis۔ آپ پورے پاکستان کی فوج اور security establishment کو کہیں کہ ہم نے 9 سو 54 کلومیٹر اپنی ساحل سمندر پر lockdown کرنا ہیں۔ ہم نے کسی انسان اور جانور کی movement کو روکنا ہے۔ تو آپ کے پاس ایک اور بڑا crisis پیدا ہوگا۔ خوارک اور تیل کا۔ آپ کو بھوک اور قحط کا خدشہ ہو گا۔ کیونکہ جب آپ کوئی بھی فیصلہ کرتے ہیں You have to calculate the consequences of impact of your decisions. میں تو یہی کہہ رہا ہوں۔ کہ آپ جب نمائندوں کو اعتماد میں نہ لیں، آپ کسی کے ساتھ بیٹھیں نہ، آپ صلاح و مشورہ نہ کریں۔ اچھا جناب والا! جب بھوک اور قحط سالی ہوگی آپ کے اندر بہت بڑا social cause پیدا ہوگا۔ حکومت پاکستان اس وقت بھی جب آٹے کا بحران آیا، تیل کا بحران ہے، دوسرے بحران ہیں۔ ہمارے لوگ ابھی ایران سے تھوڑی بہت اپنا گزرا کر لیتے ہیں اس کے اثرات آپ کے law and order پر پڑیں گے۔ میں دو منٹ کے لیے جناب والا! سرکاش کورونا وائرس کے ساتھ 20% لگا ہوتا تو شاید آپ میری تقریر سنتے۔ کورونا وائرس کے ساتھ percentage اور بندربانٹ نہیں ہے۔ اسی لیے آپ کو جلدی ہے، میرے بھائی آرہا ہوں suggestion کی طرف پہلے مسائل سنیں پھر اس کے بعد جناب اپسیکر۔۔۔ (مداخلت) جناب ڈپٹی اپسیکر: آپ لوگ خاموش ہو جائیں، یہ یقیناً 15 منٹ، 30 منٹ ہو جائیں، یہ پورے

بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے اس کو تفصیل کے ساتھ ہم لوگ سنیں گے۔ آپ پھر 20 منٹ اس پر بات کریں ہمیں اچھا لگے گا۔ جی بات کریں۔

جناب شناۃ اللہ بلوج: جناب اسپیکر! میں اپنے دوستوں اور بھائیوں کو آج ہمارا احتجاج تھا۔ ہم نے اسی لیے وہ احتجاج بھی نہیں کیا ہم اسی لیے بیٹھے رہے ہیں۔ آج اس اہم مسئلے پر ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں ہمارے باقی سارے معاملات اپنی جگہ پر برقرار ہیں اس حکومت کے ساتھ، اُس کی جتنی خودکش پالیسیاں ہیں اُس کے ساتھ۔ لیکن یہ جو ایک اور حملہ اور جو ہمارے اوپر ہماری قوم پر وطن پر پاکستان پر بلوچستان پر یہاں کے انسانوں پر ہو رہا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ دوبارہ تیار ہیں کہ اس پر ایک بلوچستان کی سطح کی قومی پالیسی بنانی چاہیے۔ میں آپ کو اپنے تجربات سے کچھ چیزیں بتاتا ہوں۔ جب دنیا کے باقی علاقوں میں اتنے بڑے even، آئے، یہ WHO اپنے سارے protocols اپنی بات ہوتی ہے public viruses awareness campaign کا یہ اسمبلی سب سے بڑی ہے۔ میں اسی لیے بات کر رہا ہوں کہ جو لوگ ہماری باتیں سن رہے ہوں گے، آپ بھی سنیں گے۔ لیکن اگر وہ کہیں سے سوچل میڈیا کی طرف سے یہ message جائے گا۔ سب سے بڑی بات جناب والا! اس کا public awareness lock down ہے health message کا。 تمام بلوچستان کے BHUs جو اس وقت بند ہیں، اس وقت minister ہے。 جو ہمارے سب سے بڑے efficient دوست اور بھائی تھے ماجد صاحب ان کو آپ لوگوں نے کہیں اور بیچ دی۔ لیکن جو کوششیں ہو رہی تھیں یہ ہے میرے پاس PSDP میں آپ کے پاس primary healthcare ہے。 میں 3 ہزار 33 ملین، آپ کے کوئی جناب curative health care ہے。 میں 3 ہزار 6 سو 3 ملین، آپ کے 6 میںیے میں شروع نہیں ہوئے۔ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں یہ سارے ایک 17,18 بلین projects میں سے link ہیں آپ کیوں سمجھتے نہیں ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بلوچستان میں جتنے بھی BHUs ہیں۔ آپ کو emergency basis ہاں پانی کا انتظام، صابن کا انتظام، کلورین کا انتظام، وہ sanitations کیا کہتے ہیں یہیں۔ اُس کا انتظام، فوری ڈاکٹروں کے لیے ایک بہت بڑی سوچل میڈیا۔ اب اس کو بھی کوئی پسیے کمانے کا ذریعہ نہ بنالیں۔ مجھے ڈر awareness compaign

یہی ہے یہ بھی بن جائے گا۔ یہ آپ کو کرنا ہو گا کیونکہ جب primary healthcare پاس رپورٹنگ کا بہت بڑا system ہو۔ کہ خدا نخواستہ کیونکہ اسکے سارے symptoms جو ہیں۔ اب ایک اور بڑی سب سے تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اس کے symptoms کام سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ کھانی ہے سانس کی تکلیف ہے۔۔۔ (مداخلت) اس میں کرونا کرپشن پر بات ہو رہی ہے۔ بالکل کرونا کرپشن پر بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! اس کے بعد دوسرا سب سے important آپ کو پورے بلوچستان کے جو ہسپتال ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں ملک صاحب!، مینگل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب تشریف رکھیں اور شاء بلوج صاحب مختصر اکریں تاکہ سب ارکین اس پر بات کر سکیں جی شاء صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: میں صرف آپ کو، دیکھیں کچھ اگر ہم اپنے حقیقت سے حقائق سے واقف نہیں ہوں گے۔ ہم اپنے وسائل کا ادراک نہیں کر پائیں گے۔ اب اس وقت جو صورتحال ہے جس طرح میں نے کہا میں رات کو سول ہسپتال BMC بلوچستان کے ایسے سمجھو care کی ماں ہے۔ میں hospitals جن کو کہتے ہیں بلوچستان کے جو میں نے آپ کو یہاں گناہیں ہیں جو بلوچستان کے ہیں۔ میں گیا ہوں وہاں، چار patients لے آئے تھے خاران سے BMC میں اٹھا کر لے گئے، ایک MRI کا system ہوتا تھا۔ کہتا ہے، ”جی خراب ہے“۔ سول ہسپتال لیکے جاؤ دیکھیں اب تشخیص کرونا کی کہاں کریں گے۔ اس لیے سب بڑی important Laboratories ہیں۔ میں صرف آپ کو بتا رہا ہوں کہ بلوچستان کی سب سے بڑی Laboratories اس دو ہسپتالوں میں ہیں پھر اس کے بعد آپ کا شیخ زید کا MRI یہ تینوں کی MRI completely X-ray بالکل تباہ حال پڑی ہوئی ہیں۔ پھر اس کے بعد تین چار چھوٹے چھوٹے ہم نے کہا کہ Laboratory کے test کروانے کے لیے میں نے جان بوجھ کر یہ کروائی ہے۔ جناب والا تینوں ہسپتالز میں جو initial basic health test ہیں ہیں related test ہیں وہ سارے نہیں ہوئے۔ جس ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں یا laboratory میں جاتے ہیں اس کے دروازے پر ایک آدمی کھڑا ہے۔ ہمارے پاس kit نہیں ہے یا اسکی جو ingredients chemicals یا جس سے یہ test وغیرہ ہوتے ہیں وہ نہیں ہیں۔ یہ اس کی مشین خراب ہے آپ سیدھا جائیں بازار۔ کیونکہ یہ ایک بہت

بڑا بلوچستان میں ایک nexus بن گیا ہے اور بلوچستان کی سوسائٹی جو بار بار ہم ڈیڑھ سال سے رور ہے ہیں۔ کہ بات ہماری فنڈ کی نہیں، یہ میں خطرہ تھا کہ اس طرح یہ crisis آئے۔ تو بلوچستان میں کوئی آپ کے پاس laboratory نہیں ہے مثال کے طور پر آج رپورٹ غلط ہے خدا کرے رپورٹ غلط ہو۔ میں نے ابھی اُن کو لوگوں کو message کیا کہ پنجگور کے علاقے میں تین سے چار کے قریب کیسر سامنے سو شل میڈیا پر بات چلی۔ میں نے اسی لوگوں کو واپس سو شل میڈیا پر whatsapp پر بیان بھیجا call کی کہ خدا کے لیے مجھے سچ بتائیں۔ اگر یہ بات پھیلائی ہوئی ہے تو نہ پھیلائیں اگر درست ہے تو ان لوگوں کی نشاندہی کریں۔ کیوں اگر آپ کے پاس یہ symptoms لیکر آتا ہے flue لیکر آتا ہے سانس کی تکلیف آ جاتی ہے بخار آ جاتا ہے اور یہ ابھی تک WHO یہ پتہ نہیں کر سکا کہ یہ گوشت سے ہو رہا ہے یا ہوا سے یا ماری آ رہی ہے یا سبزیوں سے آ رہا ہے ہاتھ ملانے سے آ رہا ہے یہ وائرل ہے یا کسی air borne disease کے بارے میں اسی لیے complicated situation ہے۔ کہ اس میں آپ کو انداز کرنا پڑے گا صبح سے شام تک monitoring ابھی اس کے بعد ہم خود جائیں گے ہسپتال۔ ہم 3 بجے اپوزیشن کے تمام اراکین بلوچستان کے ہسپتال کے beds کا دورہ کریں گے۔ ہم وہاں کے laboratories کا دورہ کریں گے بلوچستان ہمارا وطن ہے ہم منتخب نمائندے ہیں اگر ہم وزیر نہیں ہیں لیکن یہ ہمارا حق ہے اگر آپ کرونا وائرس کی تشخیص نہیں کر سکتے۔ اور آپ نے اُس کو زکام کی دوائی دیدیں، آپ نے اُس کو نزلے کی دوائی دیدی، آپ نے اُس کو بخار کی دوائی دیدی۔ اور وہ آدمی پھر چلا جاتا ہے گھر میں لیٹا ہوا ہے جو لوگ اس کے ساتھ روایطے میں ہیں وہ جو اُس سے متاثر ہو گئے وہ ایک رکشے میں سوار ہو گئے بس میں سوار ہو گئے گاڑی میں سوار ہو گے وہ اس سے متاثر یہ چین ایک دفعہ خدا نخواستہ ہوا یہ پورے پاکستان کے لیے خطرناک ہے اور میں اسی اسمبلی توسط سے اسلام آباد والوں کو یہ بیان بھیجنے چاہتا ہوں۔ کہ بلوچستان کو آپ نے ہمیشہ نظر انداز کیا۔ آج بلوچستان کی سرحدوں پر وہ خطرناک یماری کھڑی ہے جو پوری دنیا کو پورے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ لیکن آپ کی طرف سے ابھی تک ٹینٹ ہسپتال یہ کافی نہیں ہے۔ بلوچستان کے تمام ہسپتال کو urgent basis پر war footing کیا کہتے ہیں war پر بلوچستان کے تمام ہسپتالوں میں کروانی چاہیے اسلام آباد اپنی اعلیٰ ترین emergency declared

اوڈاکٹرز اور laboratory experts technicians آنکھیں کو یہاں تعینات کریں۔ ساری زندگی اگر ہم سے فائدہ لیتے رہے ہیں آج اگر آپ نے بلوچستان کے door step پر اس وائرس کو نہیں روکا تو جناب والا! یہ سب سے زیادہ آپ کے گھروں تک پہنچ جائے گا۔ میں جناب اپسیکر آپ کا مشکور اور ممنون ہوں کہ آپ نے اس پربات کی، میرے باقی دوست بھی اس پربات کریں گے۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی سردار ند صاحب!

سردار یار محمد رند (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ایسا کَ نَعْبُدُ وَ ایَا کَ نَسْتَعِينُ جناب اپسیکر! میں آپ کا شکر گز رہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ تحریک التوانہ 3 میرے بھائی نے ابھی پڑھ کر سنائی ہے میں بھی اس کا حصہ ہوں، میں مختصر آپ کچھ اپنے تجھظات کا اظہار کروں گا۔ اور suggestions دوں گا میرے اسمبلی کے معزز رکن نے بڑی تفصیل سے point raise کئے ہیں میرے خیال میں اس وقت ہمیں point scoring کرنے کی بجائے یہ خیال کہ ہم اپوزیشن کی benches پر بیٹھے ہیں یا گورنمنٹ کے benches پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بحثیت انسان کے بحثیت اس ملک کے شہری کے اور خاص طور پر بلوچستان کے ایک فرد کی حیثیت سے میری پوری اسمبلی سے درخواست ہے۔ جو یہاں بیٹھے ہیں، جن کا جس پارٹی سے تعلق ہے خدا را اس وقت ہم دنیا کی ایک سب سے بڑی تباہی جو ہے۔ جس کا WHO نے بار بار نوٹس دیا ہے اور اس نے دنیا کو waring دی ہے۔ وہ ہمارے دروازے تک پہنچ چکا ہے اور آج میں آپ سے یہ ریکووئسٹ کرتا ہوں۔ کہ بجائے کہ ہم point scoring کریں، بہت اچھی چیز ہے ثناء نے بہت اچھی چیزیں بتائی ہیں۔ سر! جی ذرا اب سن بھی لیں اتنی بات کی تھی تین گھنٹے اسمبلی کے ضائع کئے، تو ہماری بھی بات سن لیں۔ میری آپ سے یہ ریکووئسٹ ہے اور گورنمنٹ سے بھی ریکووئسٹ ہے کہ آج تک ہم نے جو انتظامات کئے ہیں کاش کر آج جام صاحب یہاں بیٹھے ہوتے تو میں ذاتی طور پر اور as a Member بھی ان سے ریکووئسٹ کرتا اور ذاتی طور پر بھی بحثیت یار محمد بھی ان سے کرتا۔ کہ جو کچھ اس وقت ہم اقدامات کر چکے ہیں۔ وہ بہت ناکافی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے میں گورنمنٹ کا حصہ ہوں۔ کیونکہ یہ میرا وطن میری سر زمین میری دھرتی ہے یہ میرا ملک ہے۔ کل اگر یہاں آئے گا اپسیکر صاحب! اس میں اللہ نہ کرے

کہ وہ آپ کون نصان دے یا میرے بچوں کو یا میرے خاندان کو اور آپ دیکھیں لیں۔ میں recently چاٹنا گیا اس crisis سے پہلے believe me کچھ عرصہ پہلے میں چار مہینے امریکہ گیا تھا۔ تو میں جی ان تھا کہ جس develop country کی بات ہم امریکہ کی کرتے ہیں technology کی بات کرتے ہیں۔ مجھے چاٹنا اُس سے عام public کے لیے مجھے پتہ نہیں ہے high technology کا مجھے علم نہیں ہے۔ مگر جو basic needs اور وہاں جو سہولیتیں تھیں، وہ امریکہ سے کسی طرح بھی کم نہیں تھی۔ آج وہ اتنے بڑے crisis سے گزر رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں کہ ایران کے اندر کرونا وائرس کی patients tent ہوئے ہیں اور ان کی deaths ہوئی ہیں۔ میں سو فیصد agree کرتا ہوں کہ villages جو ہیں اس سے ہم اللذ نہ کرے کہ اگر وہ ہماری طرف پھیلانا شروع ہوئی۔ تو اُس سے یہ روکی نہیں جائے گی یہ isolation wards ہوتے ہیں۔ جہاں ایک جراثی تک وہاں ان isolation جگہوں پر وہ نہیں جاسکتے۔ یہ tent village یا آگئیں تو سمجھ پھیل گئی۔ ہاں مجھے یاد آیا میں جب سفیر ان کا minister تھا کشمیر میں جب زوالہ آیا تھا۔ تو دنیا ایک بڑا بہترین ہسپتال ہم نے کچھ عرصہ کے لیے SAFRAN نے donate کیا تھا۔ اُس وقت جو ایرمنی میں کوئی جزل صاحب تھے اُسکو ہیڈ بنا یا گیا تھا ہمارے اُس گورنمنٹ کا میں بھی حصہ تھا۔ اس شرط پر ہمیں دیا تھا کہ اُس کو واپس ہمیں دیا جائیگا۔ اور وہ سینکڑوں لوگوں کو کیسہ کر سکتا ہے اور اُس میں دنیا کی جدید ترین مشینیں لگی ہوئی ہیں تو میں گورنمنٹ آف بلوچستان سے ریکوئیٹ کروں گا کہ through منشی SAFRAN وہ اُس وقت کے آرگناائزیشن سے کریں کہ وہ ہسپتال اس وقت کہاں ہے۔ اُس کو بارڈروں پر بھیجا جائے۔ دوسرا میری جام صاحب سے لیڈر آف دی ہاؤس سے میری request ہوگی۔ کیونکہ میں اپنے حکومت کے behalf پر نہیں بول رہا ہوں میں پیٹی آئی کے پار لیمانی لیڈر کی حیثیت سے یہاں آپ کے سامنے مخاطب ہوں یہ اس طرح نہیں ہو گا ہیلی تھ کے سیکرٹری صاحب کی بات کی بہت اہل ہو سکتے ہیں بہت لائق ہو سکتے ہیں مگر وہ پہلی دفعہ بلوچستان میں تشریف لائے ہیں نہ وہ بلوچستان کو سمجھتے ہیں بغیر نقشے کے، نہ انہوں نے شاید visit کیا ہو۔ منشی صاحب کے دور میں جب یہ بلدیاتی اصلاحات آئی تھی تو ایک جزل صاحب بھی تھے۔ تو انہوں نے کسی نے پوچھا کہ جزل صاحب یہ visit villages ہے۔ کہتے ہیں yes. I visit so many times

تو سیکرٹری صاحب مرکز سے three or four times I visited the rural areas. آئیں ہیں ان کی اپنی سوچ ہوگی ان کا اپنا کام کرنے کا انداز ہوگا۔ اس سے پہلے یہاں ہماری اتنی بڑی بیورو کر لیسی بیٹھی ہے CMIT میں کتنے ہمارے سیکرٹریز بیٹھے ہیں جو لوکل ہیں جن کو پتہ ہے کہ points کونے ہیں۔ کس علاقے میں لوگوں کا مل جوں زیاد ہے میں تو جام صاحب سے request کروں گا کہ پورے صوبے میں ایر جنسی نافذ کر دیں اور موجودہ اس وقت کوئی ہیلتھ منسٹر نہیں ہے تو میری ایک request ہوگی کہ اپنی کابینہ کے کسی اہل ایم پی اے کو اس وقت عارضی charge دیں ہیلتھ منسٹر کا۔ اور وہ دونوں ڈویژن کے اندر ایر جنسی declare کر دیں اور خاص طور پر کمپلی کے اندر۔ اگر اس طرح کا کوئی واقعہ ہو تو جیسے ہمارے میر بتائیں گے کہ ہر red alert تو صوبے میں بھی نہیں ہے، اور مجھے یقین ہے کہ میری یہ request، اس ہاؤس کے through میں ذاتی بھی ملوں گا جیتیت میر کا بینہ کے۔ کہ جس طرح انہوں نے ایر جنسی کے بنیاد پر snow-fall ہوئی تھی تو انہوں نے ایک گروپ بنایا تھا ڈپٹی کمشنز کو ایف سی کو دوسرے اداروں کو۔ اسی طرح چیف منسٹر صاحب ایک گروپ بنائیں اور اس کا بہت پازیور زلٹ آیا تھا میں جام صاحب سے درخواست کروں گا کہ ساری چیزوں کو slow-down کر دیں اس اسٹبلی کو، چیزوں پر پوری توجہ دے دیں کیونکہ اگر خدا درخواست یہ کرونا وائرس بلوچستان میں آیا تو اتنی بڑی بتاہی پھیلانے گی کہ سرز میں کے اندر اس کی کوئی تاریخ نہیں ملے گی۔ تو میری اسٹبلی سے بھی ایک request ہے کہ ہم ثابت تباویز دیں بھلے اپوزیشن سے ہو یا گورنمنٹ سے۔ اور دوسرا میں یہ request کروں گا میں ابھی قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بلوچستان اسٹبلی ایران کے بھائیوں کے ساتھ اظہارِ تکمیلی کے لئے قرارداد لائیں اسکو پاس کیا جائے تاکہ ہم ایران کے جو ہمارے برادر ملک ہے اور پھر ہمارے ان کے ساتھ خونی رشتے ہیں۔ تو ہم اپنے ان بھائیوں کے ساتھ اس ملک کے ساتھ ایک ہمدردی کا پیغام دینا چاہتے ہیں اگر متفق ہے ہاؤس۔ تو میں قرارداد پیش کرنے کیلئے تیار ہوں۔ شکریہ ہی۔ میں ابھی سیکرٹری صاحب کو قرارداد پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔ تو میری جام صاحب سے یہ request ہے کہ سارے کاموں کو چھوڑ دیں ہمارے جتنے مسئلے ہیں ان کو چھوڑ دیں پلیز سب سے پہلے اس صوبے کے اندر ایر جنسی declare کر دیں اور باقی اپنی حکومتی امور کو چھوڑ کے اس کو look after کر دیں ایسا نہ کوئی بتاہی آئے جس میں پھر ہم اور

آپ سارے اس میں شامل ہوں۔ میں اپوزیشن اور اور حکومت کے لوگوں کا اسپیکر صاحب آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ جی

انجینئر سید محمد فضل آغا: اسپیکر صاحب! ہمارے پرلیس گیلری سے ہمارے صحافیوں نے واک آؤٹ کرنے، گیلری سے باہر چلے گئے کیونکہ انکے کچھ ڈیمانڈز ہیں اور جو کہ مناسب بھی ہیں اُس پر کوئی غور نہیں ہوا۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے دو چار لوگ جائیں ان کو منا کے لائیں اس پر بحث کریں گے۔ باقی کرونا وائرس پر دو یا چار باتیں میں چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں ایک بار نصراللہ خان زیرے بات کریں اُس کے بعد آپ کر لیں۔ جی اس پر دو بندے اپوزیشن کی طرف سے چلے جائیں اور دو ٹریسری بچوں کی طرف سے۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جو تحریک التواہاؤس کے سامنے ہے، یقیناً بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس پر بولا بھی گیا۔ ماضی میں بھی دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف آفات آتے رہے مختلف قسم کی وباء پھیلتی رہی۔ اور ایسے بڑے واقعات بھی ہوئے جس سے ہزاروں لوگ، لاکھوں لوگ ان سے متاثر ہوئے ہیں اور ہمارے ہی علاقے میں ڈینگی وائرس، کانگو وائرس اور پولیو جیسے موزی مرض سے بھی ہمارے لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! آج دنیا جس صورت حال کا سامنا کر رہی ہیں وہ بڑا خطرناک قسم کا وائرس ہے جو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ زیرے صاحب۔ یہ میڈیا والوں کے پاس دنیش کمار آپ ہیں، مبین خلجمی آپ کے ساتھ۔ ان کے جو ڈیمانڈ تھے وہ میرے خیال سے کچھ پورے ہو چکے ہیں تو ان سے بات کریں کہ انشاء اللہ آپ کے جو بھی مسائل ہیں عمل کریں گے۔ جی نصراللہ خان۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ آج دنیا کرونا وائرس کا سامنا کر رہا ہے چنانی میں ہزاروں لوگ متاثر ہیں۔ اور اب ایران میں یہ مرض آگیا اور ہمارے بارڈر پر بالکل کھڑا ہے شاید خدا کرے وہ اطلاعات غلط ہوں، جس طرح کہا گیا کہ کچھ کیسرا آئے۔ بہر حال جناب اسپیکر! ہمیں

اس اسمبلی کے فلور کے اور بھیت ممبر میری گزارش یہ ہوگی کہ ہمیں اس کے تدارک کے لئے جناب اسپیکر! اقدامات اٹھانے چاہیے۔ ٹھیک ہے خوف وہ راستہ ہمیں اس قسم کا خوف وہ راستہ عوام میں نہیں پھیلانا چاہیے بلکہ حکومت اور اسمبلی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی تدارک کے لئے اقدامات اٹھائیں۔ خوف وہ راستہ تو یہ سچھیے گا عوام میں۔ جو اطلاعات آرہی ہیں جناب اسپیکر! میں زیادہ اس پر نہیں بولوں گا کچھ میری تجویز ہیں اگر حکومت بہتر جانے تو اس حوالے سے فوری طور پر تمام ممبران اسمبلی کے لئے ایک بریفنگ کا اہتمام کیا جائے اور اس کے علاوہ ہماری صوبائی حکومت فوری طور پر وفاقی حکومت سے رجوع کرے اور جو بھی اس کے لئے درکار وسائل ہیں چاہے Kits ہیں، دیگر اس کے الات ہوتے ہیں وہ فوری طور پر ہمارے ان areas میں پہنچادیں جناب اسپیکر! اسی طرح چونکہ کوئی پیشہ کیپٹل ہے صوبے کا۔ اس کے جو چار بڑے ہسپتال ہیں۔ ان تمام ہسپتالوں میں ایم جنسی کے طور پر ایک الگ وارڈ قیام کیا جائے تاکہ صرف خداخواستہ اس کے مریض آگئے تو وہاں اس کو رکھ دیا جائے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! تمام ڈویژن ہیڈ کو اڑز کے جتنے بھی ہمارے ہسپتال ہیں اور اس کے ساتھ ڈسٹرکٹ کے جو ہسپتال ہیں جہاں ہمارے ڈاکٹر ہوتے ہیں وہاں اس کے لئے فوری طور پر الگ الگ وارڈ قائم کیا جائے اسی طرح WHO جو یقیناً اس نے کہا بھی ہے کہ انہوں نے وارنگ جاری کی ہے۔ emergency declared کی ہے تمام دنیا کے لئے World Health Organisation سے اس حوالے سے فوری طور پر رابط کیا جائے اور ان کو شامل کیا جائے اور وفاقی حکومت فوری طور پر ہمارے صوبے میں ان کی جو صحبت کے Experts ہیں وہ فوری طور پر صوبے میں آ کر کے ہمارے ہیلپنگ ڈیپارٹمنٹ سے ملکر اس کے تدارک کیلئے کام کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی میر ضیاء اللہ اگو صاحب۔

میر ضیاء اللہ اگو (وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): شکریہ جناب اسپیکر! جس حالات سے ہمارے خطے جو گزر رہے ہیں جو وائرس پھیلا ہوا ہے لیکن ہم سمجھ رہے تھے کہ دوست اپنے اپنے اچھے تجویز دینے جس پر حکومت عمل کرے اور اس پر قابو پاسکے۔ لیکن حسب معمول دوستوں نے تجویز کی بجائے اپنی بہت زیادہ تعریف کی اور حکومت پر تقدیم کی۔ تو جناب ثناء بلوچ صاحب شاید یہ سمجھتے ہیں کہ میٹنگ وہ ہوتی ہیں جس میں ان کی اپنی موجودگی ہو جس میں ہر میٹنگ میں ثناء صاحب کو بلا یا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب، جب

سے یہ واٹس پھیلا ہے پرسوں سے کل رات بھی آدھی رات تک تمام محکموں کے آفیسران کے ساتھ رابطے میں تھے وہ دن رات اسی سلسلے میں مصروف ہیں ابھی بھی شاید اجلاس میں نہیں ہے وہ اسی مسئللوں میں میٹنگز کر رہے ہیں۔ انہوں نے وزیر اعظم پاکستان سے بھی رابطہ کیا ہے۔ وہ فیڈرل حکومت سے بھی رابطے میں ہیں، وہ صرف نیویارک ٹائمز نہیں پڑھ رہے ہیں۔ باقی جہاں تک انتظامات کے حوالے سے بات کی گئی۔ سردار صاحب نے بھی بات کی۔ جتنے بھی آپ کے دستیاب وسائل ہوتے ہیں آپ ان کو وقت کے مطابق ضرور بروئے کار لائیں گے۔ جو ٹینٹ ہسپتال بنایا گیا کہ آپ کو خدا نخواستہ کوئی نہ سے کوئی مریض اُدھر لے جا کے اُس ٹینٹ ہسپتال میں اُس کا علاج کرائیں گے۔ بلکہ وہ بارڈر پر سوڈھر سو بندے بیٹھے ہوئے ہیں وہاں پانچ ہزار بندے پھے ہوئے ہیں زائرین ایران سے۔ اور وہاں بارڈر پر سوڈھر سو بندے بیٹھے ہوئے ہیں وہاں جانے کیلئے۔ تو ان سب کو دیے تو ایک دیرانہ ہے آپ کوپٹہ ہے بارڈر اُس میں صرف یہ حکومت آج حکمرانی نہیں کر رہے ہیں شناصر صاحب میرے خیال میں پاکستان کا کوئی پارلیمنٹ نہیں رہی جدھر انہوں نے اپنا قدم نہیں رکھا ہو۔ اور حکومت میں بھی رہے۔ تو وہاں سب جگہوں میں انتظامات کی کمی ہے وہاں کروں کی کمی ہے وہاں کسی کو رہا شدینے کی کمی ہے تو وہاں سے جو لوگ آئیں اُس کا معاشرہ کیا جائیگا۔ ہم اپنے سہولتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ ہم نے ڈاکٹر زبھیجی ہیں ایم بولنسر بھیجی ہیں خود بھی جاکے دورہ کریں گے۔ باقی بلوچستان کے عوام کو بلوچستان کے لوگوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ان دوستوں کی صرف ناؤمیدی اور ما یو سی کی باتیں نہ سنیں آپ کی حکومت بالکل alret steps اُٹھانے تھے وہ steps اُٹھائے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئرمیٹر کو address کریں۔

وزیر داخلہ و مقامی امور و پیڈی ایم اے: تو وہ direct address کر رہے ہیں آپ روکیں تو میں چیئرمیٹر کو address کرلوں۔ مجھے پتہ ہے لیکن آپ کے دوستوں کو پتہ نہیں ہے وہ مجھے مخاطب کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ نہیں میں غصے میں نہیں ہوں میں اس چیز پر غصے میں ہوں کہ ہمارے دوست لوگوں کو اس کا حل بتائیں نہ کہ ہرجگہ point scoring کریں۔ تو نصر اللہ صاحب آج ہمیں مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ فیڈرل حکومت سے رجوع کریں ہم نے بلکہ جس دن اس کی خبر آئی تھی ہم نے جو ہے وزیر اعظم

تک سب سے وہ کیا ہے اپیکر صاحب? what is this?

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House دیکھیں آپ لوگ مہربانی کر لیں آپ لوگ اتنی زیادہ بات کرتے ہیں آپ کی بات میں کوئی interfere نہیں کرتا تو آپ ان کی بات بھی تسلی سے سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر داخلہ و قبلی امور و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! اتنے سمجھیدے مسئلے پر آپ سنجیدگی کا عالم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ان کو بلوچستان کے لوگوں کا کتنا غم ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے بلوچستان کے لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ان بادشاہوں کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ بلوچستان حکومت بالکل الرث ہے بلوچستان حکومت نے تمام انتظامات کئے ہیں اور انشاء اللہ یہ وا رس ہم ادھر پھیلنے نہیں دیں گے اور جتنا بھی حکومت سے ہو سکا وہ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ لانگو صاحب۔ جی فضل آغا مختصر اس پر بات کریں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْيِثُ۔ شکریہ جناب اسپیکر! جس موضوع پر بات ہو رہی ہے، کورونا وا رس، یہ پورے عالم کیلئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ پھر خصوصاً ہمارا ایک پرانا اتحادی اور بڑا ہمارے تعلقات بہت گہرے ہیں چاٹنا کے حوالے سے، وہ اس وقت اس خطرے سے دوچار ہیں اور وہاں بڑی بتاہی ہو رہی ہے۔ تو اس ہاؤس کی اس قرارداد میں جہاں ایران کی بات ہو رہی ہے میں تجویز دونگا کہ وہاں اس میں چاٹنا کو بھی اس میں شامل کیا جائے کہ اس ہاؤس کی تمام تر ہمدردیاں اور support کیسا تھا بھی ہے۔ کہ انہوں نے ایرانیوں کی طرح پاکستان بننے کے بعد اب تک ساتھ دیا ہے۔ باقی رہی اس وا رس کی بات۔ وا رس اتنی خطرناک ہے اور ڈبلیو ایچ او نے بھی کہہ دیا کہ اس کا علاج اور تشخیص بھی ناممکن ہوتی جا رہی ہے۔ دنیا کے بہترین جو سانشنسٹ ہے وہ جرمنی، فرانس، امریکہ، جاپان، اور چین وہ تقریباً سب ہی اس میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اور یہ بیماری یہ وبا یہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ جانوروں سے یا پرندوں سے یا کوئی اور سلسلہ ہے اس میں بھی کوئی شک و شکوک پائے جاتے ہیں بہر حال یہ دن بدن بہت تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ اور اب خطرہ کی گھنٹی ہماری ہمسایہ اور برادر ملک ایران تک آ گئی

ہے اور کوئی بعید نہیں ہے کہ دو چار دن میں افغانستان سے بھی یہ بتیں آنا شروع ہو جائیں۔ تو ہمارے بارڈرز جو ہے 2700 کی ایک اور ہزار کلومیٹر کی دوسری ایران اور افغانستان کیساتھ ہے اور دونوں بارڈرز پر چونکہ ہمارے برادرانہ تعلقات ہیں خون کے رشتے ہیں دونوں طرف آمد و رفت بے لگام ہوتی جا رہی ہے۔ اور اس کی وجہ سے خطرات زیادہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اگر یہ خطرے بڑھتے گئے تو پھر ہم Ben جائیں گے ہر کوئی جیسے شاء صاحب نے صحیح معنوں میں اس کی نشاندہی کی وہ locked-Countries پھر ایک اور مشکل آ رہی ہے۔ اس سارے issue کو raise کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو حکومت اپنے public awareness دیں۔ عوام کو اس کی awareness دیں کہ بھی یہ کیا ہو رہا کیا نہیں ہو رہا ہے۔ اور دوسری یہ ہے کہ وہ اپنی کارکردگی کو بڑھائیں۔ مرکز سے رابطے مزید تیز کرے وہاں سے کرے۔ آگاہی کے مہم کو تیز کریں اور ان تمام باتوں کے باوجود جس طرح کہا گیا ہے facilities کے حوالے سے جناب اسپیکر آپ کے اور آپ کے سیکرٹریٹ کے علم میں ہے میں اپنے حلے پی بی 20 کے بارے میں تھوڑی سی بات کروں گا۔ اور medical facilities کے حوالے سے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میں یہاں اسمبلی میں پہنچتے ہی میں نے detail inspection کی اپنے حلے جتنے BHUs RHCs تھے جتنے تھے جتنی ڈسپنسریز تھیں۔ میں آپ سے روپڑ میں بھی درج ہے جس کی کاپی چیف منستر کو چیف سیکرٹری کو سی ایم آئی ٹی کو متعلقہ سیکرٹری کو ڈسٹرکٹ آفیسر اور ڈسٹرکٹ ڈی سی اور اسمبلی۔ اس قسم کی مختلف کوئی دس مہینے tour inspection نوٹ کیے۔ جس میں میں نے تمام جوان کی پوزیشن ہے وہ بتا دیے کہ یہ ڈاکٹر زیبھی نہیں آتے ہیں وہاں attendance بھی نہیں آتے ہیں تیس بیس لوگ تجوہیں لیتے ہیں تین تین چار چار کی ڈیوٹی ہوتی ہے جناب اسپیکر! تیس سال سے وہاں RHCs میں ایکسرے مشین پڑی ہوئی ہے وہ ساری کلب اڑی ہو گئی ہے کروڑوں روپے کے ہیں۔ ہسپتال میں جو بیڈز تھے وہ غائب ہو گئے۔ گائی وارڈ کی شکل ہی بدلتی ہے اور یہاں ہمیں خوش خبری دی جا رہی ہے کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے اور سب maintian کر رہے ہیں۔ ایک نزدیک میں پیشیں سے پندرہ بیس کلومیٹر کا فاصلہ ہے بڑی مشکل سے اب جا کے پیشیں کے ڈسٹرکٹ ہسپتال کو ہم لوگوں نے کچھ بہتر کرنے کی کوشش کی ہے اور کچھ کیا۔ تو یہ بلوچستان کے اگر نزدیک پیشیں کے ایسا یا میں یہ ہو رہا ہے جو کہ ہمارے کوئی 90 کلومیٹر کا ایسا یا ہے۔ تو اندر وہ بلوچستان میں

خاران میں کیا ہوتا ہوگا۔ پنجگور میں کیا ہوتا ہوگا، مکران میں کیا ہوتا ہوگا، بارکھان میں کیا ہور ہا ہوگا، اور موسی خیل وغیرہ تو یہ اس کے خواب خرگوش نہیں سونا چاہیے، اس اسمبلی پر ہم پواسٹ سکورنگ نہیں کر رہے ہیں، ہم اس ملک کے اوصوبے کی خیر اخواہ ہیں، ہم نے ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں، ہم یہ picture ان کے سامنے لے کر کھدینا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ سارے education کے حوالے سے، ہیئتھ کے حوالے میں ذاتی طور پر چلتیج کرتا ہوں آپ کے اسمبلی کی رپورٹ ہے tour inspection کہیں تو دوبارہ فلور پر لے کر آتا ہوں۔ لیکن جو ابھی نہیں دونگا نہ چیف منسٹر کے کان پرنہ چیف سیکرٹری کے کان پرنہ سی ایم آئی ٹی کے کان پر اس میں روڈ کی بھی نشاندہی کی۔ سکول کی نشاندہی کی۔ بی ایچ ایزو کی نشاندہی کی۔ حالت بہت ابتر ہے اس طرف سے جو سب ٹھیک ٹھاک بتایا جا رہا ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہے بلوچستان کے عوام نہ اندھے ہیں نہ بہرے ہیں نہ گونگلیں ہیں وہ سب دیکھ رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ حالات بہتر ہو۔ وہ چلتی رہی لیکن یہ جو وبا بائی ہے اس میں بھی اگر ہم خرگوش کی طرح سر اندر کا کہیں باہر کا ہے سب ٹھیک ٹھاک ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میرے خیال میں جام صاحب کواب گوگل اور ٹوبیٹ چھوڑ کے عملی اقدام کرنا چاہیے۔ چھوٹے چھوٹے افتتاح کرنے کے جی ایگر یکلپرل کا ہور ہا ہے نولا کھا کا پراجیکٹ ہے اس کو چھوڑیں آپ۔ آپ اگر چیف منسٹر ہیں تو ساری دنیا جانتی ہے آپ خاندانی چیف منسٹر ہیں آپ کا دادا چیف منسٹر تھا آپ کا والد چیف منسٹر تھا، آپ خود چیف منسٹر ہیں، خدارا! اس عوام کیلئے ہم مل کے کام کریں۔ ہمارے سارے ساتھی میٹھے ہوئے ہیں یہ دل پر ہاتھ رکھ کے کہ ان کے ہاں BHUs کا کیا حال ہے۔ RHUs کا کیا حال ہے ڈپنسریوں کی حال ہے ایجوکیشن کا کیا حال ہے ہیئتھ کیا حال ہے روڈوں کا کیا حال ہے یہ سب جانتے ہیں۔ لیکن اب یہاں آکے ہمیں طعنے دیے جا رہے ہیں، ہم تو آپ کیساتھ ہیں لیکن کوئی ہمارا نہ کوئی مینگ میں بیٹھنے کا شوق ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ جہاں collective wisdom ہو گا وہاں بہتری کی طرف بات جائیگی میری یہ گزارشات ہیں کہ اب بھی ہوش کے ناخ لئے جائیں اور اللہ کے سامنے جھکائیں۔ ورنہ یہ وبا اگر پہنچ گئی تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے آپ پہلے already پورے پاکستان کی آڈھی زمین پر صرف ڈیڑھ کروڑ ہو اگر یہ وبا آگئی تو آپ نیست ونا بود ہوں گے۔ باقی اللہ حافظ ہے میں یہی گزارشات کرنا چاہتا تھا۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میرا سد بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر حکومت سماجی بہبود): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ لسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم۔ تحریک التوا پر ساختھی بڑے دانشمندانہ از سے اور صحیح سمت میں اظہار خیال کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! دنیا میں کہیں جگہ انسانیت پر کوئی ضرر آ جائیں، چاہے وہ جنگ جنون ہو یا وبا کی شکل اختیار کرے بلوچستان اپنی تہذیب کیسا تھھ پسمندہ ضرور ہے لیکن تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے۔ جہاں کہیں بلوچستان کے عوام کو کسی جگہ ایسی ضرورت ہوئی نوری نصیر خان کے زمانے سے لیکر آج تک انہوں نے اپنی احتجاج بہتر طریقے سے ریکارڈ کیے۔ اس وقت نہ پنجاب اسمبلی میں یہ ذکر ہو رہا ہے نہ سندھ میں نہ کے پی کے میں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے بلوچستان کے پاس ایک درد ہے ایک دل ہے جو باقی دنیا کے درد سے وھڑکتا ہے یہ ہماری روایت ہے۔ ہم اگر بڑی باتیں کہیں کہ ہم اس بڑی وبا کی مقابلہ کر سکتے ہیں اپنے کو خوش کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ مرکزی گورنمنٹ اس وقت کیا کر رہی ہے۔ کیونکہ WHO پورے دنیا کے سائنسدان میڈیکل ہیلتھ کے حوالے سے اس وقت ناکام ہو چکے ہیں اس کی کوئی ویکسین ابھی تک نہیں۔ ترقی یافتہ ملک یورپ سے لیکر چاہتا وہ پریشانی کی حال میں ہے ہم کیا کہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمیں تو ٹوپی بی نے مارا۔ ہمیں تو کینسر نے بھی ما را بلوچستان میں اس وقت hepatitis کی جو پوزیشن ہے اس نے تو تباہی چادی بلوچستان میں۔ ہم تو آئے روزمر رہے ہیں لیکن ہمارا سننے والا کوئی نہیں ہے ہم دوسروں کی درد کو سنتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہماری بلوچستان کا بارڈر افغانستان اور ایران سے منسلک ہے۔ ہیلتھ کی ایک ٹیم مرکزی گورنمنٹ اس وقت ان کو depute کرتا ہمارے چھوٹے موٹے ہیلتھ کی جو پوزیشن تھا اس کے ساتھ ہی بارڈر پر پیٹھ کے اور اس کے ساتھی۔۔۔

(اذان۔ خاموشی)

(اس مرحلہ میں ملکی شام لعل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: جی میر اسد بلوچ صاحب۔

وزیر بہبود آبادی: جناب چیئرمین صاحب! ذمہ داری و فاقی گورنمنٹ کی ہے۔ جیسے ہنگامی حالات ہوتے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان کو یہاں آنا چاہیے۔ اس اسمبلی کے فلور پر بجائے کہ ہم کچھ بولیں اس کو یہاں آنا چاہیے۔ اگر ملک کے وزیر اعظم صرف اسی حالات میں وہ گائے اور کہیں اور مرغیاں تقسیم کریں تو کیا میسج جائیگا پوری دنیا میں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وزیر اعظم بھی ایران کے بارڈر اور افغانستان کے بارڈر کا دورہ

کریں۔ ایک War-book ہوتا ہے جنگ کے زمانے میں اس کو پڑھا جاتا ہے اور اس وقت ایک ہنگامی حالت ہے پورے ملک میں یا پوری دنیا میں ہم بھاگ نہیں سکتے ہیں اس سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور اس پر بلوچستان کی ایسی پوزیشن نہیں ہے کہ اس بڑی وائرس کا بلوچستان مقابلہ کرے۔ ہم سمجھتے ہیں بلوچستان گورنمنٹ کے پاس اس وقت نہ وسائل ہیں اور نہ ایسے experts ہیں۔ چنانکے پاس وسائل ہیں وہ دن کے اندر اندر بڑا ہسپتال انہوں نے قائم کیا۔ جو لوگ اس وائرس سے متاثر ہوئے ہیں انہوں نے ان کے کھانے کیلئے روبوٹ مشین استعمال شروع کی۔ ہم تو زکام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ملیریا کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہماری مدد اس وقت اللہ کرے۔ آگے مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے میں بڑی باتیں کروں کہ اس وائرس کا مقابلہ ہم کریں گے یہ جھوٹ ہوگا۔ مرکز میں بلوچستان کا ویسے کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ریکوڈ کی ضرور اہمیت ہے جناب عمران خان صاحب loan جو آپ نے لئے ہیں ریکوڈ آپ کو نظر آ رہا ہے۔ آج بلوچستان میں آئیں بلوچستان کے بارڈر پر دورہ بھی کریں اگر بلوچستان میں یہ وائرس آیا تو اس کا ذمہ دار ر بلوچستان گورنمنٹ نہیں ہے نہ بلوچستان کا ایک کروڑ میں لاکھ عوام ہے مرکزی گورنمنٹ ہے شاید وہ چاہتے ہیں کہ گواہ میں بھی یہ چائیز ہیں وہاں کوئی سلسلہ ہو۔ اس پر ابھی clear نہیں وہ بڑے تضادات ہیں اس میں۔ کہ Biological War ہے۔ دنیا کی آبادی کو کم کرنا چاہتے ہیں وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ بلوچستان کو یتیم سر زمین سمجھ کے شاید اس پر بھی ایک حملہ ہو۔ لیکن ہم اپوزیشن بیشک یہاں آپس میں لڑیں گے لیکن اس سر زمین کی معاشری، معاشرتی، سیاسی مفادات کے لئے ہم سارے ایک ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) میری تجویز یہی ہیں کہ مرکزی گورنمنٹ پہل کرے سردار صاحب ایک وفد لیکر جائیں۔ پیٹی آئی کے حوالے سے قرارداد یہاں پاس کرنا نہیں ہے ادھری جا کے گورنمنٹ ہے ان کی۔ اس ہفتے کے ساتھ ان بارڈر پر جائیں۔ یہ بلوچستان میں آئے اور ہمارے جتنے بھی اپوزیشن اور ہماری ٹریپری ہے ان کے ساتھ ان بارڈر پر جائیں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے اور میں اپنی پارٹی کی جانب سے مرکزی گورنمنٹ سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو serious لے لیں دیکھیں اس میں۔

جناب چیئرمین: شکریہ میر صاحب، شکیلہ نوید، آپ بات کریں میر یونس عزیز زہری آپ کر لیں۔
میر یونس عزیز زہری: ان کو منا کے لے آئیں۔ لیکن باہر جو ہم نے پوزیشن دیکھی جو بی ایم سی کی

سٹوڈنٹس ہیں ان کو پولیس نے جس طرح گھسیٹ کر لے جا رہی تھی اس میں ہمارے بچے اور بچیاں تھیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی مہذب ابانہ طریقہ نہیں ہے۔ پہلے بھی ان کو لے گئے تھے پھر ضیاء صاحب نے یہاں کھڑے ہو کے اس چیز کو بلکہ سب نے مذمت کر لی کہ جی غلط ہوا ہے۔ آج پھر وہی چیزیں وہاں ہوئی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس پر آپ رونگ دیدیں یا گورنمنٹ والوں سے پوچھ لیں کہ کیا ہے؟ کیا ہورہا ہے؟ اور بچیوں کو جس طرح ابھی ہم نے دیکھا ہمیں خود شرم آرہا تھا ہم وہاں بیٹھے ہوئے اور جس طرح گھسیٹ کے پولیس ان کو لے جا رہی ہے۔ اور میرے خیال میں یہ مہذب ابانہ طریقہ نہیں ہے کسی مہذب معاشرے میں اس طرح نہیں ہوتا اور میرے خیال میں گورنمنٹ سے کوئی۔

جناب چیئرمین: گورنمنٹ سے کوئی اس کا جواب دیں۔

وزیر بہبود آبادی: دیکھیں پولیس کو کوئی اجازت نہیں ہے کہ یہ ہمارے مستقبل کے یہ ڈاکٹر مسیحا ہیں۔ جس طریقے سے وہ treat کر رہے ہیں اس کو اس کی مذمت کرتے ہیں یہ غلط کر رہے ہیں۔ ایس ایجگ او یہ کر رہا ہے یا آئی جی صاحب کر رہا ہے جو بھی کر رہا ہے غلط کر رہا ہے۔ ایک چیز بات ہو سکتی ہے کسی سے گفت و شنید میں یہ تو تعلیمی یافتہ لوگ ہیں یہ کوئی چونہیں ہیں ڈاکونہیں ہیں کہ ان کو اس طریقے سے گھسیٹ کے کوئی لے جائے تو بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس ملک میں آئیں میں ان کو حق دی گئی ہے کہ وہ اپنی بات کریں کس سے مطالبہ کریں کہاں جائیں سرینا ہوٹل کے پاس جائیں۔ کہاں جائیں یہ؟ جناح روڈ جا کے بات کریں وہاں جا کے مظاہرہ کریں اس اسمبلی کو اہمیت دے رہے ہیں وہ، کہ یہ اسمبلی ہماری بات حل کر لی گی اسکا کوئی حل ہے اس مسئلے کو حل کر سکتی ہے یہاں بلوچستان کے عوام کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس طریقے سے لوگوں کو گھسیٹنا میں یہ سمجھتا ہوں یہ گورنمنٹ کے خلاف یہ ہماری حکومت کے خلاف ایک سازش ہے اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ بھی زیادتی کر رہی ہے۔ اس عمل پر بیشک میں ٹریپلری میں ہوں لیکن اس غلط عمل کو میں اپنی پارٹی کی جانب سے سپورٹ نہیں کر سکتا ان کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی ہوم منستر صاحب نہیں ہے، جی بات کریں۔

میر اندر حسین لانگو: جناب چیئرمین! یہ بلوچستان اسمبلی کی روایت رہی ہے کہ یہاں جس بھی مکتبہ فکر کے لوگوں کو چاہے ہمارے ولکاء ہوئے۔ ہماری ٹریڈ یونیونز ہیں۔ ہماری تاجر برادری ہے۔ زمیندار برادری کے

لوگ سٹوڈنٹس الغرض کے کسی بھی طبقے کو کوئی بھی مشکل اگر درپیش آئی ہے تو وہ اپنا مدعایکراں اسمبلی کے گیٹ پر آئے ہیں۔ یہاں انہوں نے اپنے مطالبات ان منتخب نمائندوں کے سامنے پیش کئے ہیں یہ اسمبلی کی ایک روایت رہی ہے۔ تو جناب والا! اس اسمبلی کو، اسکے دروازے کو آپ ان لوگوں پر بند کر رہے ہیں جن کی ووٹوں کی وجہ سے آج ہم سب یہاں بیٹھے ہیں۔ بلوچستان اور اسکی عوام کے ووٹوں سے ان کی نمائندگی ہم یہاں بیٹھ کر رہے ہیں۔ اور اگر کوئی بھی شخص اپنے نمائندوں کے دروازے پر آنا چاہے تو پولیس کو یہ اختیار کس نے دی کہ وہ ان کو وہاں سے لاٹھی چارج کر کے بے عزت کر کے گھیس کر بھیڑ کر بیوں کی طرح ٹرکوں میں ڈال کے یہاں سے لے جائیں؟ میرے بھائی وزیر داخلہ صاحب نے پھر مرتبہ جب یہ واقعہ پیش آیا اس وقت بھی انہوں نے مدت کی اس وقت بھی یہ کہا گیا اس فلور پر کہ ہم ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرینے۔ آج پھر پولیس کی وہی رویہ سٹوڈنٹس کو انہوں نے یہی کہا تو جناب والا! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس معزز ایوان کے دروازے پر اپنے مسائل لیکر ناں آجائیں یہاں اگر ہم نے ان پر پابندی لگائی یہاں اگر ہم نے ان کی تذلیل کی یہ دروازے اگر ہم لوگوں نے انکے مسائل سننے کے لئے بند کر دیئے۔ تو مجھے خدشہ یہ ہے کہ یہی نوجوان یہی لوگ یہی عوام کل بندوقیں لیکے کسی اور طرف رُخ نہ کرجائیں۔ تو جناب والا! ہم یہاں لوگوں کے مسائل سننے کے لئے بیٹھے ہیں۔ یہ ایوان لوگوں کے مسائل سننے اور ان کے حل کے لئے بیٹھی ہے۔ نہ کہ ہم یہاں اپنے مسائل لیکر آنے والوں کی تذلیل کریں ہم ان کو اٹھا کے جیلوں میں ڈالیں۔ ہم ان پر لاٹھی چارج کریں تو جناب والا! جس طرح محترم اسد بلوچ صاحب نے کہا کہ کوئی بھی سیاسی جماعت اس طرح کی عمل کی نہ ہم حصہ بننے جا رہے ہیں ناں ہم اس کی حمایت کرتے ہیں میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے میں اس کی پر زور مدت کرتا ہوں۔ اور میری آپ سے اور میرے بھائی وزیر داخلہ بیٹھے ہیں میری اُن سے بھی یہ request ہے کہ فوری طور پر ان کی رہائی کے حکم جاری کریں۔ اور جس نے بھی اگر بغیر پوچھے بغیر اجازت کے کسی بھی افسر نے اگر یہ عمل کیا ہے۔ تو اُس کو کہہ رے پر لا کر اس کے خلاف سخت سخت ایکشن لیا جائے۔ کیونکہ پہلے بھی اس ایوان میں اس فلور پر یہ یقین دہانی کروائی گئی کہ یہ غلط عمل ہے اور اس کی ہم مدت کرتے ہیں تو غلط عمل صرف مدت نہیں اس کی روک تھام بھی ہوئی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب ہوم منسٹر صاحب۔

وزیر داخلہ و مقامی امور پر ڈی ایم اے: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جس طرح اختر حسین صاحب نے کہا۔ پچھلی مرتبہ بھی جب یہ گرفتاریاں ہوئی تھیں تو ہم یہاں سے ان کے لئے حکم دیا تھا کہ ان کو رہا کریں۔ اور پھر میں نے explanation کاں بھی کی اور مانگا تھا ذی آئی جی سے آئی جی سے کہ یہ کیوں آپ لوگوں نے کیا ہے میرے علم میں لائے بغیر تو ان کا بھی تک explanation آیا نہیں ہے جو آیکا تو میں آپ لوگوں کو ضرور بتاؤں گا۔ باقی جو ابھی میں بھی ہاؤس میں ہی سن رہا ہوں کہ یہ مسئلہ ہوا ہے ابھی میں پولیس آفیسر ان کو بلاتا ہوں کہ ان سے details لے کر کے اس مسئلے کو حل کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس پر فوری ایکشن لیں کیونکہ یہ اچھی بات نہیں ہے اس طرح۔

وزیر داخلہ و مقامی امور پر ڈی ایم اے: میں اس چیز کے بارے میں بھی آج ایکشن لونگا کہ ہمارے نوٹس میں لائے بغیر بار بار کیوں ایسا کیا جا رہا ہے تو ان کو بھی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: ہوم منسٹر آپ فوری کریں، جی۔

میر یوس عزیز زہری: اُس دن جب یہ ہوا تھا تو صرف سٹوڈنٹس کو بچوں کو وہ کیا تھا۔ آج خواتین کو بھی گھسیٹ کر لے گئے میرے خیال میں یہ وہی ایکشن ہے کہ ہوم منسٹر صاحب نے ان کی انکوارری کا حکم اگر دیدی ہے اس کے ری ایکشن میں انہوں نے آج اس سے بڑا قدم انہوں نے اٹھایا ہے۔ تو میرے خیال میں یہ کسی مہذب اس میں اس طرح کا نہیں ہوتا ہے آج ہم جو بیٹھے ہوئے تھے ملک صاحب اور زمین بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ہم شرم سے شرم سار ہو رہے تھے کہ یہ کس طرح ہو رہا ہے ہمارے سامنے یہ چیزیں ہو رہی ہیں تو منسٹر صاحب ایک کوئی اچھا ایکشن لے لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں دومنٹ بات کرنے دیں ان کو۔

جناب دیش کمار: thank you بہت بہت شکریہ۔ پہلے تو میں شکر گزار ہوں جو ہماری یونین آف جنسٹس ہیں کہ ہماری یقین دہانی پر وہ واپس آگئے ہیں۔ اور اپنی کو رنج جاری رکھ رہے ہیں۔ اور ہم نے اور اپوزیشن لیڈر نے یہ ملکراپوزیشن کی جانب سے ملکر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کے مسائل بلوچستان اسمبلی کے حوالے سے جو بھی مسائل ہونگے وہ priority basis پر ہم حل کریں گے اور ان کے لئے مشترکہ قرارداد بھی

لا نئیگے۔ تو اسی طرح سے میں جناب چیئرمین! کورونا وائرس کے اوپر بات کرنا چاہیا ہوں جس طرح سے آج اس اسمبلی میں یہ ہوا ہے کہ ہم پورے بلوچستان کے لوگ ملکر بلوچستان کی اسمبلی ملکراں موزی جو ایک خطرناک افریت ہے اس کے خلاف ہم متعدد ہو کر جس طرح سے اپوزیشن کی جانب سے بھی کچھ suggestions آئی ہیں حکومت کی جانب سے بھی suggestions آئی ہیں ہم اس کوں بیٹھ کر اور میری بھی یہی رائے ہے کہ یہ جو افریت آئیگی تو میرے بچوں کو بھی نکل جائیگی سب کے بچوں اس لئے ہمیں اس افریت سے نمٹنے کے لئے بیٹھ کر ایک مشترکہ لائچہ عمل بنانا چاہیے۔ جہاں تک حکومت بلوچستان کا تعلق ہے تو حکومت بلوچستان نے اس چیز کو محسوس کیا اور آپ اس چیز کو سمجھیگی سے اندازہ لگائیں کہ کل نواب جام کمال خان، وزیر اعظم پاکستان سے رابطے میں رہے۔ اور ساری رات پی ڈی ایم اے میں میٹنگیں چلتی رہیں۔ اسی طرح سے ہی لائحہ ڈیپارٹمنٹ میں میٹنگیں چلتی رہیں اور ہم نے صرف میٹنگیں نہیں کی عملی کام کی ہے۔ تفتان بارڈر پر ہم کہم پ قائم کر دیا۔ میری آپ سے request یہ ہے کہ آپ تجاویز دیں ہم محدود جتنے بھی وسائل ہیں ہم بالکل آپ کو board لیں گے ہم آپ کو ہمیں گے کہ آپ چلیں یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ کسی ایک فرد کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کے لئے پورے پاکستان کے لئے میں تو کہتا ہوں کہ ہم آپ کو اختیارات دے دیتے ہیں آپ ہمیں دیں۔ ہم آپ کے کہنے پر چلیں گے تاکہ ہم اس چیز کو اس افریت پر قابو پاسکیں اور میں یہ کہتا ہوں مجھے یقین ہے ہمارے اپوزیشن کے ہمارے شاہوائی صاحب اور ہمارے ثناء بلوج صاحب ہیں سب اس چیز پر متفق ہیں کہ افریت سے ہم مل جل کر ہم اکٹھے ہو کر اس سے مقابلہ کریں اور point scoring کریں تاکہ ہم اس افریت کو شکست دے سکیں، بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ نیش صاحب، شکلیلہ نوید کافی دیر سے وہ بات کرنا چاہتی ہیں، جی۔

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: سب سے پہلے تو میں condemn کرتی ہوں کہ جس طرح آج ہمارے بچے اور نبچیوں کو بی ایم سی والے اسٹوڈنٹس کو احتجاج پر تھے اور ان کو لے جایا گیا۔ حالانکہ پہلی مرتبہ نہیں ہے اس پر باور کرایا گیا ہے کہیں بھی بنائی گئی بات چیت بھی کی گئی۔ ”کہ ہم ان کے مسائل حل کریں گے“ لیکن ابھی تک ان کے مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں اسکے باوجود ہاتھ میں نے کہا کہ ہمیں دھاگے کا سراہ بلوچستان میں کبھی بھی نہیں ملتا کہ مسائل کہاں سے شروع ہوتے ہیں اور ختم ہونے کا نام کیوں نہیں لے رہے ہیں؟ اور یہ پہلی

مرتبہ نہیں ہے تقریباً اس طلباء چھ، سات مہینوں سے سراپا احتجاج ہیں۔ تو میرا خیال ہے ان کا ایک educational years جو ہیں اُسکا بھی بہت بڑا gap آ رہا ہے جس کی وجہ سے یہ جو ہیں نال pending میں جا رہے ہیں۔ secondly میں آج کورونا وائرس جیسے کہ ہمارے یہاں تحریک التوا پیش کی گئی ثناء بلوج اور سردار یار محمد ند صاحب نے - جناب اسپیکر! اگر ثناء صاحب نے بڑی technicality باہر کی بتیں کی ہیں، اسد بلوج اور باقی سینئر ساتھیوں نے۔ اس وقت اگر ہم کہیں رہے ہیں کہ بہت بڑی تیزی سے اور بلوچستان حکومت بھی اس پر کام کر رہی ہیں خوش آئند بات ہے کہ جہاں اتنی چین ترقی یافتہ ملک جو 48 گھنٹے میں ہزار bed hospital جو ہے بھی بنا دیتا ہے ہم تو خیز صرف بہت ہی اس سے پیچھے ہیں ایک screening machine لائے ہیں کیا آیا وہ جو بندہ screening کر رہا ہے وہ بندہ استا expert ہے اور اس میں ایک ہی رات میں اس میں اتنی expertise کہاں سے آئی کہ اس نے جو ہیں کورونا وائرس کی تشخیص با قاعدہ start کر لی؟ اس میں تھوڑی سی میں تجاویز دوں گی کہ بی انج یوز کو بتائیں کہ ہمارے ایک تو bordering area ایسا ہے ہر طرف ہمارے جو ہیں borders ہیں چاہے وہ افغانستان کے ساتھ ہے، ایران کے ساتھ ہے۔ اسی طرح یہ بیماری اگر ایران سے آئی ہے تو یہاں سے بھی لوگ کافی کاروبار کے لیے جاتے ہیں یہاں کے لوک لوگ اور وہاں سے بھی لوگ آتے ہیں۔ با قاعدہ باہر کے ملکوں کو اسی راستے سے استعمال کیا جاتا ہے بلوچستان میں ٹول BHUs یہ 615 ہیں۔ جس میں آدھے سے زیادہ non functional ہیں جس کی missing facility اس کی بھی ہم نے بات کی۔ ڈی انج کیوز آپ کے district headquarter جو Hospitals ہیں وہ صرف 28 ہیں اس وقت تک۔ اور آپ کے rural headquarters کے 105 ہیں۔ جو basic health facilities سے ہی بالکل محروم ہیں۔ میں یہی یہاں بیٹھ کر ہم زیادہ آگے نہیں جائیں گے ہم صرف کوئی اگر بی ایم سی اور civil hospital کی حالت جستر میں نے پہلے بھی کہا کہ نہایت ناکارہ حالت میں نے خود dialysis کی patient دیکھیں اپنے patient کی پاس میں گئی جہاں dialysis ہوتا ہے اس کی کیا حالت تھی۔ اس کی تصویریں لے کر اسی وقت میں نے کوئی ڈیڑھ دو مہینے پہلے میں نے جام صاحب کو اسی وقت WhatsApp کر دی۔ میں نے کہا کہ ان کا response اس پر

کوئی وہ ہوتا ہے۔ تو ان کو چلا جائے وہ دیکھ لیں کہ کیا حالت تھی وہاں civil hospital کی۔ یہاں مسائیستان تو خیر بلوچستان تو بنا ہوا ہے۔ لیکن کچھ recommendation میں اپنی طرف سے دینا چاہوں گی۔ جیسے کہ کہا کہ یہ بیماری وباً اللہ نہ کرے کہ یہ بیماری بلوچستان کا رخ کرے۔ باقی بلوچستان میں اور بہت سے عذاب ہیں اللہ اس عذاب سے ہمیں بچائیں۔ لیکن یہ ہے کہ تباویز میری یہ ہیں کہ فی الفور آپ لوگ کر رہے ہیں تو اس کے ساتھ ایک screening awareness raising campaigns فوری طور پر گورنمنٹ آف بلوچستان فوری طور start کر لیں۔ اگر چار پنجگور کے لوگ اس وقت کہتے ہیں کہ منتشرین میں ہیں انھیں screening کی گئی ہیں۔ آپ کے اس وقت بارڈر زکو بھی بند کر دیا جائے گا۔ لیکن آپ کا sealed open border ہیں۔ سمندر کے ذریعے بھی آپ کے لوگ آرہے ہیں۔ تو کم از کم awareness raising start کریں کیونکہ جہاں خواتین کے جو بچے کے پیدائش کے نامم پر جو اموات کا آج تک قابو نہیں پارہے، ہیں ہم قحط سالی سے، کوتابو نہیں کر پا رہے ہیں تو اس بیماری کو بھی ہم اللہ نہ کرے کہ ہم پر آئیں اور کوئی ایسی صورت حال بین۔ تو فی الفور ان کے جو ہیں ناں start awareness raising compaign کی جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جو ہمارے پولیو اور health workers ہیں جو ہر جگہ پر موجود ہیں اور جاتے ہیں ان کی جو training session ہو رہی ہیں ان میں بھی ایک کرونا وائرس کے حوالے سے message awareness raising sections کے جائیں تاکہ یہ دور دور تک borders areas especially جو ہمارے یہ borders areas ہیں جہاں ہیں ان تک cover throughout Balochistan کو کر سکتے پہنچائی جائے۔ تاکہ فی الفور اگر ہم at least borders areas cover کے borders کریں تاکہ لوگوں کو پہتہ ہو۔ کیونکہ ہمارے جو health workers ہیں یا جو polio workers ہیں وہ جگہ جگہ جاتے ہیں۔ لیکن atleast B H U - D H Q - R H C s کی حالت ہی بڑی طرح، ایک ڈاکٹر زندہ ہیں شاف نہیں ہیں۔ atleast ان کے لیے فی الفور فوری طور پر ایک ایک سیشن کا انعقاد کیا جائے تاکہ لوگوں تک تو یہ information awareness پہنچیں تاکہ لوگوں تک تو یہ پہنچیں۔ باقی دیکھنے میں تو کہتے ہیں کہ

سب کچھ ٹھیک ہے وہ اللہ ہی مالک ہے جو ہوگا پھر آگے دیکھا جائیگا لیکن نی الفور ضرور conduct session کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ انجینئر زمرک خان۔ سر بس دو منٹ خالی، انجینئر صاحب بات کریں پھر آپ کا نمبر ہے۔

وزیر راعت و کواپریٹو: ایک ہم ہیں ٹریئری بخز سے آپ ہمیں بھی سنیں حاجی صاحب۔

جناب چیئرمین: بس دو منٹ آپ کو دیتے ہیں بس دو منٹ کے بعد۔

وزیر راعت و کواپریٹو: حاجی صاحب میں ٹائم دے سکتا ہوں آپ کو۔ شکریہ جناب اپنیکر صاحب! کورونا وائرس کے بارے میں اور ایک جو دوسرا issue ہے جو اسٹوڈنٹس کا ہے بی ایم سی کا۔ بلوچستان یونیورسٹی کا۔ میں خود اس کمیٹی کا ممبر ہوں اور میں سینٹ کامبئر بھی ہوں ان بچوں کو تین دفعہ۔ ہمارے پچے ہیں ان کے مسائل ہوتے ہیں۔ یہ جمہوری حق ہے ان کا۔ احتجاج کرنا اور اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانا۔ میں صرف دوستوں سے اتنا کہوں گا کہ اس کو سیاست نہ بنایا جائے۔ بلکہ جو جائز مطالبات ہیں ان کو جو ہیں تسلی سے وہ جو ہیں وہ حل ہونا چاہیے۔ انہوں نے فیس کے بارے میں بات کی تھی ان کا فیس کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ میں نے کہا ایک روپیہ فیس ہمارا واس چانسلر اور گورنر سے بات کی کہ بھائی ہم نہیں لیں گے۔ ان کے جو ہائل کا مسئلہ تھا وہ بھی تقریباً حل ہو گیا۔ ان کے جو مسئلے تھے۔ ابھی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرا واس چانسلر کوئی مجھے کہتا ہے ”کہ تیرا عزیز ہے“، میرا عزیز ہے جو بھی ہے میں ان سے انکار نہیں کرتا ہوں۔ بالکل میرا عزیز ہے۔ کہتا ہے زمرک اس کے بارے میں بات کر رہا ہے میں مسائل کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی بندہ کہتا ہے کہ جی واس چانسلرنہ ہو گورنر نہ ہو لیکن یہ مطالبہ جائز نہیں ہیں یہ ناجائز ہیں۔ آپ آکر مسائل کو حل کر لیں ابھی یہ کہیں رہے ہیں کہ مسئلے جب ہم حل کرتے ہیں آواز اٹھتی ہے ”ہم واس چانسلر کو نہیں مانتے“، ابھی واس چانسلر کوں ہو گا جب آپ کا آدمی آئیگا پھر آپ مانو گے واس چانسلر اگر غلط کر رہا ہے ہمیں بتایا جائے۔ ہم اس کے مسئلے کو حل کر دیں گے۔ چاہے آپ کا فیس کا مسئلہ ہیں آپ کا کوئی کا مسئلہ ہیں آپ کا ہائل کا مسئلہ ہیں آپ کا نوکری کا مسئلہ ہے ہر چیز ہم حل کریں گے گورنمنٹ بیٹھی اسی لیے ہے۔ لیکن شخصیات کے متعلق ہم بات نہیں سنتے ہیں ہم حقوق اور مسائل کی بات سنتے ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کیا ہم نے حل کر

دیا؟ یہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں شنااء صاحب ہیں حاجی صاحب ہیں سارے بیٹھے ہوئے ہیں آ کر بیٹھ جائیں اگر ان کا ایک مسئلہ رہ گیا تو میں ذمہ دار ہوں۔ میں آج ہی بتاتا ہوں اس فلور پر۔ میں آپ کو حقیقت کہتا ہوں جو جائز ہے ایک تو یہ کہتا ہے کہ جی نا ہے۔ یہ آپ نے 100 بندوں کو لیا۔ ابھی 100 بندے جو آپ فیس پر لیتے ہیں جو self finance پر۔ پورے پاکستان میں self finance چل رہا ہے۔ اپنے اپنے بچے بڑے بڑے لوگ ہیں آپ کے یہاں منستر ہوتے ہیں بڑے کاروباری لوگ ہوتے ہیں کسی کاجی لاہور میں پڑھ رہا ہے کوئی کراچی میں پڑھ رہا ہے کوئی انگلینڈ میں پڑھ رہا ہے کوئی جو ہے وہ یورپ میں پڑھ رہا ہے۔ ابھی وہ اپنے بچے پر خرچ کر رہا ہے تو آپ لوگوں کو اس میں کیا مسئلہ ہے۔ یہاں کے جو حقوق ہیں بلوچستان کے ایک بچے کا حقوق ہے اُس کو پامال نہیں کیا جائیگا extra گا۔ اگر یونیورسٹی اپنی اخراجات پورے کرنے کے لیے ایک اسکیم شروع کر رہی ہے تو اُس اسکیم کو اگر وہ یونیورسٹی کو چلانے کے لیے 100 سیٹیں زیادہ دے رہی ہے تو اس پر کس کا اعتراض ہیں آپ آ جائیں ایک جز لبادی کی میٹنگ اسی پر بلوچستان یونیورسٹی میں کرتے ہیں کہ کتنے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ اسکیم ہو کتنے لکے چاہتے ہیں کہ یہ نہ ہو۔ اور پھر اس چیزوں پر بات کریں گے کہ کتنی یہ فائدہ دے رہا ہے یونیورسٹی کو اور کتنا نقصان، دونوں چیزوں کو دیکھیں گے۔ کیونکہ بچے جو ہوتے ہیں وہ تو third year, first year کے اسٹوڈنٹس ہیں ہماری پارٹی میری پارٹی ان کو اٹھاتی ہے پی ایس ایف ہے وہ اپنی آواز لگاتی ہے پی ایس او ہے وہ اپنی آوازیں لگاتی ہیں بی ایس او ہے وہ اپنی باتیں کر رہے ہیں چار پانچ نیٹوورکیں ہیں وہاں جو یہ باتیں کرتے ہیں۔ لیکن انکی باтол کو دیکھنا چاہیے کہ کونسا حق ہے ہم اس پر کھڑے ہیں ابھی بھی کھڑے ہیں ابھی بھی انکے مطالبات کو۔ لیکن ایک بندے کے خلاف ہم بات نہیں سنیں گے ہم نہیں چاہتے ہیں کہ جی یہاں پیکر اس نے بندے دے دیے۔ یہ جو آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کو نہیں مانتا ہوں۔ وہ شنااء صاحب کو میں نہیں مانتا ہوں شنااء صاحب جو حقوق کی بات کر رہے ہیں اس حقوق کو ہم نے دیکھا ہے۔ تو انشاء اللہ میں یہ بچوں کی جو ہیں اگر ان کو گرفتار کیا گیا ہے تو میں اس فلور پر کہتا ہوں ہمارے ہوم منسٹر نے کہا کہ ان کو release کیا جائے۔ ان کو پیار و محبت سے بٹھائیں اُنکے جتنے بھی صحیح حقوق تھے وہ جو مطالبات تھے ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بلکہ حل ہوئے ہیں میں اسی فلور پر آپ کو کہتا ہوں وہ حل بھی ہوئے ہیں انشاء اللہ ان کو حل بھی کریں گے۔ اور دوسری بات جو کرونا وائرس کی

بلوچستان صوبائی اسمبلی

ہے میں مختصر اس پر شراء صاحب نے بات کی میں نہیں تھا شاید انکی speech سے ہمیں کچھ معلومات مل جاتے کیونکہ وہ ورک کرتے ہیں اور بہت تفصیلی تیاری کے ساتھ آتے ہیں۔ جب کرونا وائرس شروع ہوئی وہ پہنچ نہیں کوئا شہر ہے جیسے کہ اسلام آباد میں ایک میٹنگ وہاں ہیلتھ اور پاپولیشن کی طرف سے ہوئی جو فیڈرل لیول پر تھا۔ جس پر میں خود کیا تھا اور میرے ساتھ جو ہمارے ساتھ منستر جو عارف جان محمد حسینی صاحب تھے ہم دونوں گئے تھے ہمارے ساتھ ڈی جی ہیلتھ بھی تھا۔ وہاں ان کا جو مشیر ہے ڈاکٹر مرزا صاحب ان کو چیز کر رہے تھے اور چاروں صوبوں کے ملکت بلستان کے وہ ہیلتھ منستر زبھی آئے ہوئے تھے، سب آئے تھے ہم نے یہی خدشہ ان سے ظاہر کی۔ ہمیں یہ نہیں دیکھنا ہے کیونکہ اگر پاکستان کے اندر وائرس آئے گا تو بلوچستان بھی پہنچے گا گر بلوچستان کے اندر وائرس آئیگا تو خدا خواستہ وہ پاکستان کے کونے کونے تک پہنچ سکتا ہے ہم نے وہاں میں نے خود یہ بات کی کہ ایئر پورٹوں پر ہمیں احتیاطی تداری اپنا چاہیے۔ میں نے ان کو کہا کہ نہیں ایئر پورٹ ہیں ہماری چیزیں کیسا تھا ایک زمینی راستہ بھی ہے ہماری سمندری راستہ بھی ہے ہمارا جو ہوائی راستے ہیں ان سب کی تحفظ ہونا چاہیے۔ آج اگر اس وقت برف باری زیادہ ہوئی تھی ہمارا اور ان کا بارڈر ہے جیسے کیا بارڈر ان کو کہتے ہیں جہاں پر چیزیں ملتا ہے ان سے۔ میں نے کہا اس بارڈر پر پوری بنس ہوتی ہے یہاں آنے جانے کا جو ہیں لوگ جاتے ہیں سبزیاں بھی لاتے ہیں فروٹ بھی لے جاتے ہیں لے آتے ہیں لوگ بنس کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں ان لوگوں کا بھی خیال ہونا چاہیے کہ ہم نہیں ان کی کنٹرول کس طرح کرنی ہے، اس کی screening کس طرح ہوگی ان کا طریقہ کارکس طرح ہو گا انہوں نے ہم نے ساری کچھ تشویشاں ک صورتحال سے ان کو آگاہ کیا یہ تین مہینے یا دو مہینے پہلے کہ جب سے یہ شروع ہوا تھا اس وقت کی بات ہے ثناء صاحب پھر ہم نے یہ کہا کہ یہ بھی اس وقت نہیں تھا کہ یہ ایران میں بھی پہنچا ہے اس وقت یہ خطرہ نہیں تھا کہ یہ اٹلی میں بھی ان سے لوگ مر گئے، جمنی میں بھی ہے، لندن میں بھی ہے۔ پوری دنیا میں بھی ہے جدھر جنوبی کوریا میں کوئی 9-10 لوگ جو ہیں ان سے مر گئے ہیں۔ ابھی یہ ایران اس وقت نہیں پہنچا تھا۔ ابھی جب ایران پہنچا تو ہماری گورنمنٹ کی انشاء اللہ یہ سب کا مسئلہ ہے یہ تو ہمارے سارے وہ وائرس تو نہیں دیکھتا ہے کہ اپوزیشن ہے یا یہ treasury branches ہیں وہ تو کسی کو بھی معاف نہیں کرتا ہے۔ وہ جس کے اندر گیا وہ جانوروں سے وہاں مختلف قسم کے جانوروں کو لوگ کھاتے ہیں وہ چائیز لوگ ان کو یہ پہنچ نہیں اسکا نام بھی تو

ہم لوگ نہیں لے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاک مذہب اسلام میں ان کا نام لینا بھی جائز نہیں ہیں کہ وہ کیا کیا کھاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ زمرک صاحب۔

وزیر راععت و کاؤپریٹوو: تو اس سے جو ہے وہ ٹرانسفر ہوا انسان میں پھر انسان سے انسان میں ٹرانسفر ہوتا ہے تو ابھی ہم یہی تدایر کر سکتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ خود گیا تھا وہاں تفتان بارڈر انہوں نے خود دورہ کیا تھا اور ہدایت جاری کر دی کہ یہ ٹیم بیٹھایا جائے جو کنٹرول کر سکتے ہیں حالانکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ 1963ء میں یہ دریافت ہوا تھا اور ابھی تک اس کا جو ویکسین پورے ملک پورے دنیا میں نہیں ہے اس کا علاج جو ہے وہ دریافت نہیں ہوا ہے ہم یہی کوشش کریں گے کیونکہ ہم سے بڑے ترقی یافتہ ممالک موجود ہیں وہ ان پر work کر رہے ہیں ان پر پریسرچ کر رہے ہیں اللہ کرے کہ ان کا ویکسین جلد سے جلد جو ہو وہ تیار ہو جائے اور یہ ہم لوگوں تک پہنچے۔ حالانکہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ابھی تک پاکستان میں کوئی ایسا کیس نہیں آیا بلوچستان کو تو چھوڑو کے والریس کا کوئی ایسا کیس آجائے کہ ان سے ہم متاثر ہو جائیں تو وہاں جتنی گنجائش ہو سکتی ہے آپ لوگوں نے صحیح کہا کہ 950 کلومیٹر ایران کا بارڈر ہے تو ہو سکتا ہے، نہیں، لیکن یہ مخصوص جگہ پر ایک جگہ پر جب پائے جاتے ہیں۔ وہاں ان چیزوں کا جو ہیں ناں پھر انظام کرنا چاہیے۔ ہمارے بارڈر کے ایریا تک یہ نہیں پہنچا ہے یہ مخصوص کسی شہر میں پہنچا ہو گایا تہران میں ہو گا یا مشہد میں ہو گا تو ادھران کی بندوبست ہونی چاہیے کہ جو لوگ آ رہے ہیں ان کی screening ہونی چاہیے اور باقاعدہ طور پر گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے ہیئت ڈیپارٹمنٹ بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں اور یہ ان کی جو تحریک اتواء ہے ہم ان کو support کرتے ہیں اور انشاء اللہ یہ ہمارے ساتھ رہیں ہمارے ہر قسم کا میسر اقدام کریں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ملک نصیر صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں میں students پر بھی کچھ بات کرنا چاہوں گا کہ جب باہر تھے۔ جس طرح میرے دوست یونس جان نے کہا کہ جس طرح گرفتار کر کے، گھیٹ کر کے لے جا رہے تھے۔ انکے ساتھ عورتیں بھی تھیں۔ زمرک خان نے اچھی باتیں کیں کہ یہ مسئلہ مکمل طور پر حل ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ بار بار پھر اتنے لوگ ہمارے اسمبلی کے سامنے آ کر احتجاج کیوں کرتے

ہیں۔ پھر یہ دھکم پیل گرفتاری اور لاٹھی چارج۔ اور پھر انکو تھانوں میں بند کیوں کیا جاتا ہے؟ شاید یہ کوئی تفریغ ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے ہمارے وزیر داخلہ صاحب تو چلے گئے۔ مجھے یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ بار بار انکی یقین دہانی کے باوجود بھی کہ میں نے DIG صاحب سے رپورٹ طلب کی ہے۔ میں نے DIG صاحب سے رپورٹ طلب کی ہے۔ اور اسکے بعد بھی لوگوں کو اسی طرح اٹھا کر، گرفتار کر کے، گھیٹ کر کے لے جایا جاتا ہے۔ بعد میں کسی کورات میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر اس سے بات کیتے بغیر دوسرے دن پھر جب ہم اسمبلی آ جاتے ہیں تو پھر یہی مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں حکومت خود سنجیدہ نہیں ہے۔ اگر کسی سے میٹھ کر اس کا مسئلہ حل کریں۔ اور اس کا مسئلہ حل ہو میرے خیال میں پھر اس کیلئے کیا گنجائش بنتی ہے کہ پھر وہ اسمبلی کے سامنے آ کر مظاہرہ کریں اور پولیس کے وینوں میں دھکے کھائے۔ اور تھانوں کے لاک اپ میں بند ہو کر لاٹھی چارج اس پر ہو۔ یہ کوئی خوشی کے مارے نہیں کرتے۔ بلکہ انکے اندر اپنی understanding بھی نہیں ہے۔ اور نہ آج تک انہوں نے سنجیدہ اس مسئلہ کو لیا اور نہ انکو بٹھایا۔ نہ انکے ساتھ اس مسئلے پر discuss کر دی۔ یہ میرے دوست ہیں۔ میرے ساتھی ہیں۔ مسئلہ حل ہو جاتا تو یہ نوبت نہیں آ جاتی۔ میں کرونا وائرس کی طرف بڑھتا ہوں۔ کیونکہ آج کا تحریک اتنا اور خصوصی طور پر جناب اسپیکر صاحب! نے تمام کارروائی روک کر اس پر بحث کرنے کی بات کی ہے۔ اور اس پر محرك جس طرح ثناء بلوچ نے تفصیل سے اور معلومات کے ساتھ بات کی۔ اور پھر سردار یار محمد صاحب نے بھی اس پر بات کی۔ اسکے بعد ہم لوگ تو باہر گئے تھے۔ پہنچنے میرے کتنے دوستوں نے با تین کیس اور کتنی تفصیلات دیں۔ میں مختصر اصراف یہی کہوں گا کہ بلوچستان پھر پاکستان۔ ہم کتنے عرصے سے جناب اسپیکر صاحب! لے گئے ہیں۔ پوری دنیا میں پولیختم ہو گیا۔ ہر سال ہم کہتے ہیں کہ آنے والا سال پولیو سے پاک پاکستان کا سال ہو گا۔ اور یہ دس، پعدرہ سال سے۔ جب سے ہم نے یہ ہم شروع کی ہے یہ پولیو بھی پاکستان میں ختم نہیں ہوئی۔ بقدر میں قدمتی سے کہ دنیا کے 154 ممالک ہیں۔ کتنے ممالک ہیں؟ اس میں ہم جو تین ممالک رہ رہے ہیں۔ ہم پاکستان اور افغانستان تو ہیں۔ کیونکہ وہ جنگ ذدہ ملک ہے۔ اور افریقہ بھی ایک پسمندہ ترین شایدی ملک ہے۔ اور تیسرا پاکستان پولیو سے فارغ نہیں ہو سکا۔ خدا نہ کرے جس طرح ثناء بلوچ نے کہا کہ خدا نہ کرے۔ یاد نہیں نے جس طرح ہمیں تسلی دی کہ نواب جام کمال خان عالیانی صاحب نے تفتان بارڈر پر اس کا افتتاح کیا۔ یہ کوئی شغل کی بات نہیں ہے کہ اگر ٹینٹ لگا کر اسکو کنٹرول کیا جائے۔ آج تک دنیا یہ نہیں کہہ سکتا جناب اسپیکر صاحب! کہ یہ وائرس کس طرح پھیلتا ہے؟ ہوا میں چل کر پھیلتا ہے۔ اگر ہوا سے چل کر پھیلتا ہے تو یہ پھر ٹینٹ میں آ پکو بارڈر پر کوئی ایک ایسا بلڈنگ بھی نہیں ملتا ہے کہ جس کو آپ برابر کر کے اسکے ساتھ تمام آلات رکھ لیں۔ اس میں ٹیکٹ کرنے کے وہ تمام آلات ہوں۔ وہاں اسپیشلیسٹوں کی ایک

بہت بڑی ٹیم پہنچی جائے۔ جس طرح شاء بلوج نے کہا کہ پاکستان کے مختلف صوبوں میں جو اچھے اسپیشلیٹ ہیں انہوں hire کیا جائے۔ انکو خود آنی چاہیے۔ اس وقت ملک میں ایمر جنسی ہے۔ خود سردار یار محمد نے کہا۔ ایمر جنسی ہم لوگ اس وقت declare کرتے ہیں جب ہم لوگ خود بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جب ہمیں بیماری لگ جاتی ہے ہمارے لوگ مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آئندھی میں قحط آگیا جناب اسپیکر صاحب! لوگ جب مرنا شروع ہو گئے میرے خیال میں جانور اور لاکھوں لوگ مر گئے۔ ہم نے اس پر کمھی دیہان نہیں دیا۔ پھر دس سال تک وہ قحط سالی اور خنک سالی پاکستان میں جاری رہی۔ اس سے کتنے نقصانات ہوئے؟ پھر اللہ نے خود ہمراں کر دی کہ بارشیں شروع ہوئیں۔ ہم نے اور ہمارے ملک میں ہم نے ابھی تک وہ جو ایمر جنسی ہوتی ہے وہ کمھی نہیں کر پاتے۔ اور پھر اتنی بڑی بیماری جس کیلئے کہا جاتا ہے کہ 78 ہزار انسان صرف چانس کے اندر اس مہلک بیماری میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں ہزاروں کے حساب سے لوگ مر رہے ہیں۔ اُنکے تمام ڈاکٹرز، تمام ملک، تمام اُنکے جتنے بھی Think-Tank میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج تک اُس بیماری کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ اُنکی پوری معیشت بیٹھ گئی ہے۔ ساری دنیا سے رابطہ کینسل کیتے گئے ہیں۔ دنیا نے روکا ہے اور اپنے جہازوں کو نہیں بھیجتے۔ ہمارے بارڈر تو ہر طرف سے کھلے ہیں جناب اسپیکر صاحب! جس طرح کہا جاتا ہے کہ صرف ایران کے ساتھ جو ہمارا بارڈر ہے 954 کلومیٹر اس کے ہر کونے سے کوئی نہ کوئی گاڑی انسانوں کو لیکر آ جاتا ہے۔ سامان لیکر آ جاتا ہے۔ بہت ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔ افغانستان سے اس قسم کے بہت سارے بارڈر۔ افغانستان اس وقت جنگ زدہ حالت میں ہے۔ پتہ نہیں وہاں بھی یہ وائز ہے یا نہیں۔ اور پھر میرے خیال میں اپنے ملک میں بھی نہ آج تک کوئی اسکریننگ شروع کیتے ہیں نہ ہمیں پتہ ہے۔ میرے خیال میں خدا نخواستہ کہیں پر اس بیماری کا کوئی بندہ بھی ہو تو ہم کہیں گے کہ شاید اس کو کوئی نزلہ ہے یا کوئی فلو ہے یا زکام ہو گا اس کو۔ جب یہ بات clear ہو جائے خدا نخواستہ اس بیماری میں مبتلا ہو جس کو کرونا وائز کہتے ہے۔ تو پھر اس وقت تو یہ کتنے لوگوں کو لوگ چکا ہو گا اور لئیں یہاں افراتفری پھیلی ہو گی۔ جناب اسپیکر صاحب! میں سردار یار محمد رند کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ بلوچستان میں ایمر جنسی نافذ کیا جائے۔ ہمیں اپنی تمام بارڈروں کی گلرانی کرنی چاہیے۔ اگر وہاں ایران کے اندر اس قسم کی کوئی وائز ہے تو ہمارے ہزاروں لوگ جو ایران جاتے ہیں۔ وہاں ایران سے ہزاروں لوگ آتے ہیں۔ بہت ساری چیزیں ایران سے آ جاتے ہیں۔ اور خاص کر جو ہمارا سیکرٹری ہیلتھ ہے۔ جس طرح میرے دوست نے کہا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اسلام آباد سے یادگیر صوبوں سے یہاں جو بیورو کریمی ہے اُس کو نہیں آنا چاہیے۔ لیکن انکو بلوچستان کے بارے میں معلومات نہیں ہے۔ اور خصوصاً ہیلتھ کے حوالے سے۔ یہاں صوبے میں فوری طور پر سیکرٹری ہیلتھ کیلئے کوئی ایک تجربہ کا رکوئی بیورو کریمی سے جسکا بلوچستان

تعلق ہو۔ اس بندے کو یہاں فوراً دوبارہ اسکو چارخ دیا جائے۔ اور ہنگامی بنیادوں پر نہیں۔ جیسے سردار یار محمد نے کہا کہ کوئی وزیر صحبت۔ میں کہتا ہوں کہ مستقل بنیادوں پر حکومت کے بہت سارے دوست ابھی تک یہ روزگار ہیں۔ انکو دے دیا جائے یہ عہدہ۔ وزیر اعلیٰ کیوں اتنا خواہش رکھتا ہے کہ ہر چیز اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ جب یہ بیماری بھی پہلی جائے۔ خدا نخواستہ ہمارے لوگوں کو لگ جائے۔ پھر یہ صحبت کا قلمدان کسی کو دینا چاہتا ہے۔ وہ خود مشورہ کریں۔ اپنے کسی بے روزگار کو یہ قلمدان دے دیں۔ اور پھر اس کرونا وائرس کے بارے میں۔ ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ اپوزیشن حکومت کے ساتھ ہے۔ ہم کتنی بار اور کہیں گے کہ ہم آپکے ساتھ ہیں۔ اس موقع پر بھی دوبارہ ہم کہیں گے کہ ہم اپوزیشن۔ جناب زمرک خان آپ اور سردار صاحب اور ہمارے چار، پانچ دوست موجود ہیں۔ حاجی محمد خان، عمرانی صاحب اور دنیش۔ ہماری بہن بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم آپکے ساتھ ہیں اس مسئلہ پر۔ لیکن آپ کتنی سنجیدہ ہیں اس مسئلہ پر۔ اسی طرح ٹینٹ قائم کر کے اس کو رونا چاہتے ہیں۔ یا اس پر کوئی عملی اقدامات بھی کرنا چاہتے ہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: احمد نواز صاحب بات کریں۔ تھوڑا خنجر کریں۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اپنے کر صاحب! جو بلوچستان اسمبلی کے سامنے جو اسئلوں، بچے اور بچیوں کو گھیٹ کر لے جایا گیا، میں شدید الفاظ میں اسکی مذمت کرتا ہوں۔ کہ آئے دن ہمارے بچے اور بچیوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ زمرک خان صاحب کی بات کو میں سینئنڈ بھی کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے انکے مسائل حل کیئے تو پھر وہ کو نے عناصر ہیں۔ وہ کو نے ہاتھ ہیں جو آج اتنے اہم موضوع کو ہم یہاں بحث کر رہے ہیں وہ ہمارے ذہنوں کو تبدیل کر کے ہمارے بچے اور بچیوں کو لاک اپوں میں بند کیئے؟ آئندہ اگر ایسا کیا گیا تو ہم جتنے بھی آپس میں دوست ہیں ہم جا کر انکے ساتھ دھرنے پر میٹھیں گے۔ جناب! کرونا وائرس میں اس تحریک التوا کی تائید بھی کرتا ہوں اور اپنے چند تباویز کے ساتھ جو ہمارے صوبہ بلوچستان میں جو بارڈ رائیسا ہے گوادر، جیونی سے لیکر ژوپ تک۔ چونکہ صبح میں ایک ٹی وی چینیں میں نیوز دیکھ رہا تھا تو اُس میں بھی میرے خیال افغانستان میں بھی روپورٹ ہو گئی ہے۔ اللہ نہیں کرے اگر وہاں آگیا ہے تو وہ ہمارے چن بارڈ رکوا اور جتنے بھی ہمارے طورخ اور اس area کو بھی دیکھا جائے۔ جو تفتیان سے لیکر جیونی تک۔ جو ہمارا بارڈ ریلیٹ ہے۔ ہمارے روزمرہ کے وہاں تعلقات ہیں۔ لوگ آتے جاتے ہیں۔ روزگار کرتے ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ یہ وائس اگر پنچ گیا۔ اگر نہیں پہنچا ہے تو اس کیلئے جیسے ہمارے ثناء بلوچ صاحب نے یہاں تفصیل دے دی۔ سردار یار محمد صاحب نے۔ اسد بلوچ صاحب نے۔ ہمارے وہاں کے لوگوں کیلئے جو میرے خیال ہم اس وباء کے ساتھ ہم مذاق کر رہے ہیں۔ ہم اس مرض کو ہم seriuuss نہیں لے رہے ہیں۔ جیسے زمرک بھائی نے کہا اگر ایران کے اس شہر میں ہے تو اُس کو وہاں کنٹرول اور ان بندوں کو محدود کرنا چاہیے۔

بلکہ اگر انکو وہاں محدود کریں گے تو اپنے لئے بھی تدابیر جنگی بنیادوں پر کریں۔ جیسے ٹڈی دل آیا اسکو بھی ہم قابو نہیں کر سکتے۔ وہ تو ایک چرندیا پرند تھا۔ جیسے پوری دنیا میں یہ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ یہ وائرس گوشٹ کے ذریعے آرہا ہے یا پرندوں کے ذریعے یا ہوائی طریقے سے آرہا ہے یا سمندری طریقے سے آرہا ہے۔ اللہ نہ کرے ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا ایک عقیدہ ہے۔ ہم آج اسمبلی میں اجتماعی دعا کریں کہ اللہ وہیں اسکورو کے۔ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ہمارے صوبے یا ہمارے پاکستان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ سے ہم دعا کریں۔ آپ رونگ دیں ایک دعا کریں کہ اللہ ہی اسے رو کے۔ جناب چیزِ میں صاحب شکر یہ۔

جناب چیزِ میں: شکر یہ احمد نواز صاحب۔ جی میڈم ماہ جین صاحب۔

ما جین شیران (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور): بہت شکر یہ جناب اپنکر۔ سب سے پہلے تو میں یہ جو بچیوں کے ساتھ ابھی C.B.M.C کے جو طلباء کو پولیس گھیٹ کر لے گئی۔ اپنی شعلی بچیوں کو۔ کیونکہ ہماری روایات نہیں ہے کہ خواتین اور بچیوں سے ہم لوگ یہ رویہ اپنائیں۔ اسکی بھی میں مذمت کرتی ہوں۔ اوروزیر داخلہ سے ہماری request ہے کہ اس چیز کو دیکھیں۔ اور جناب اپنکر! ہماری جو تحریک التوا ہمارے معزز زار اکین نے پیش کی۔ اس میں سینٹر اکین نے بڑی تفصیل سے بات کی۔ تو جناب اپنکر! چنان سے شروع ہونے والا جو وائرس جس تیزی سے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ تو ہمارا صوبہ بلوچستان بھی اسکی زد میں ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ کچھ کیسر ہوئے ہیں۔ لیکن رپورٹ تو نہیں ہوئے ہیں ابھی تک۔ اللہ کرے کہ نہ ہوں۔ بہت ساری ہم لوگوں نے اپنی طرف سے تیاریاں کیتے ہیں۔ اور بارڈر کو بھی ہم نے سیل کیا ہے۔ لیکن بہت سارے ایسے علاقوں میں جیسے ہمارے ڈسٹرکٹ کچھ ہے۔ زامراں اور جانگی۔ وہاں اس کے علاوہ، بہت سارے ایسے ہمارے علاقوں میں۔ وہاں نہ کوئی گیٹ اور اس طرح کا سسٹم نہیں ہے۔ وہاں بھی روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا آنا جانا ایران میں ہے۔ تو اس طرح انور و کنا اور چینگ اور جو سسٹم ہے اسکی۔ تو یہ تھوڑا مشکل کام ہے ہماری گورنمنٹ کیلئے۔ البتہ بہت ساری تیاریاں ہماری طرف سے ہو رہی ہیں۔ اور اس پر ہمارے M.C صاحب جسکے پاس یہ ڈیپارٹمنٹ ہے اسکا اور وہ لگے ہوئے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ساتھ میری ایک تجویز بھی ہے اور اس میں میری گزارش ہے وفاق سے۔ کیونکہ جب بھی ہمارے صوبے میں اور جب کسی بھی ملک میں اس طرح کے امراض اور اس طرح کے جیسے حالات آئے ہیں۔

flood ہوا اور بہت ساری۔ تو اس میں این جی او ز اپنی شعلی انٹریشنل اور نیشنل این جی او ز نے کافی support کیتے ہیں۔ تو میری ابھی اس میں بھی گزارش ہے کہ ان این جی او ز کو جو ہیاتھ میں کام کر رہے ہیں انٹریشنل اور نیشنل ہو۔ تو انکو جائزت دیجائے، ایڈیشن دی جائے کہ وہ بھی آ کر ہمارے صوبے میں awareness

session پر کام کریں اور باقی چیزوں میں support کریں۔ کیونکہ اس طرح کے حالات جب چاٹنا ہے تو session کیلئے تھوڑی مشکلات ہوں گیں۔ اور awareness کیلئے تو میں یہی کہوں گی کہ یہ ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے جو بعض علاقوں میں وہاں سوچ میڈیا اور اٹنیٹ نہ ہونے کی وجہ سے بھی لوگوں تک یہ چیزیں پہنچنے ہیں۔ تو گزارش میری یہ ہے وفاق سے کوہ اجازت دیدیں NGOs کو۔ کوہ ہمیں support کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی گلمتی صاحب۔

میر حمل گلمتی: شکریہ جناب اسپیکر! آج انتہائی اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہے اور سارے دوستوں نے اچھی اچھی باتیں بھی کی ہیں اور تجوادیز بھی دی ہیں۔ اور گورنمنٹ کے خلاف بھی باتیں کی میرے دوست زمرک خان نے فرمایا کہ مسئلے حل ہو گئے۔ اور students سے بات ہوئی تو پہلے آج جو واقعہ ہوا ہے میں اُس کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔ مسئلے اگر حل ہوتے تو یہ کوئی وجہات ہیں کہ بلوچستان میں گورنمنٹ تو بڑی بڑی باتیں کر رہی ہیں کہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ سب کے مسئلے حل ہیں، کبھی بلوچستان یونیورسٹی کے طلباء یہاں strike کرتے ہیں، کبھی انجیئر، کبھی زمینداران، سیکرٹریٹ ملازمین، ماہی گیران اور اب نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ ایم پی ایز بھی احتجاج کرنے بیٹھ گئے۔ یہ عالم ہے بلوچستان حکومت کا ایک اور بھی بات کرتا چلوں۔ مجھے یہ بھی لگتا ہے کہ بلوچستان میں جو گورنمنٹ کی وجہ سے بیورو کریسی بھی strike میں، آپ جائیں سیکرٹریٹ خالی پڑا رہتا ہے یا لوگوں کے کام ہی نہیں ہو رہے ہیں۔ دوسری بات میں آتا ہوں اپنے پوائنٹ پر۔ میر اعلقہ اُس شہر سے ہے جہاں تک میرے خیال سے چائیز اور چائیز بنس وابستہ ہے، میر اعلقہ گوادر سے ہے، ایک طرف چائیز اور دوسری طرف ایران بارڈر جو میرے جو بالکل شہر کے ساتھ ملا ہوا ہے اور روزانہ لوگوں کی آمد رفت ہے وہاں پر وہاں سے لوگ آتے ہیں کیونکہ ہماری رشتہ داریاں ہیں۔ ہمارے لوگوں کی زمینیں ہیں، جائیداد ہیں اور وہاں کے لوگوں کی جائیداد یہاں ہیں۔ اور اس طرح بھی ہے کہ پاکستان بارڈر میں 50 کلومیٹر تک اُسی بندے کی زمینیں ہیں تو ایران بارڈر میں آپ جائیں گے تو اُسی بندے کی زمین ہو گی۔ ہمارے اس طرح کے اُن کے ساتھ رشتے ہیں۔ صرف ہمارے گوادر کے نہیں ہے، پنجاب، مند، بلیدہ، ہم تمام۔

لوگوں کا، دالبندین، یہ سارے بارڈ رائیر یہ جتنے بھی ہیں ہمارا ان کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ لیکن مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم کرونا وائرس کے خلاف اقدامات کر رہے ہیں۔ وہ چانین زابھی تک ہم سے بہت زیادہ well-develop, well-equipped ہیلتھ کے حوالے سے لے لیں ہر سیکڑ سے آپ لے لیں۔ دنیا میں وہ ایک سپر پاور بن چکے ہیں۔ وہ اس کو ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم کہاں سے ختم کریں گے، ہم تو ابھی پولیو اور بپٹا میٹس جس کے لئے ہمیں international funding ہوتی ہیں ہم اُن کو ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ موجودہ حکومت بتیں تو بڑی بڑی کر رہی ہے۔ 2700 کلومیٹر چیف منسٹر صاحب کا statement ہے کہ ہم سڑکیں بنارہے ہیں، سڑکیں یہ بلوچستان پر خدار احمد کھایا جائے۔ لوگ تو ابھی بھی 90% لوگ کچھ سڑکوں پر سفر کرتے ہیں، اور 60% لوگ وہی پانی پیتے ہیں جو بھیڑ کریاں پیتی ہے۔ بلوچستان میں 90% سہولت نہیں ہے۔ 90% ایجکیشن کی facilities نہیں ہیں۔ روڈوں سے تو لوگ facilitate ہوتے ہیں لیکن ہسپتال سے تو میری اور میرے لوگوں کی life secure ہوتی ہے اب آپ مجھے بتائیں جناب اسپیکر! یہ کہاں کا انصاف ہے جس صوبے میں لوگوں کی ہیلتھ کی سہولت نہ ہو۔ جس صوبے میں لوگوں کو تعلیم کی سہولت نہ ہو۔ جس صوبے کے لوگوں کو ایکریلکچر کی سہولت نہ ہو۔ جس صوبے میں لوگوں کو، زمینداروں کو اُن کی زمینیں چھینی جا رہی ہیں۔ تو آپ کے پاس نصیر آباد کے لوگ بھی ہیں، اور گوادر کے لوگوں کی زمینیں بھی ہیں، کوئی نہ ہے۔ تو یہ سارے ایشوز کے ہوتے ہوئے ہم جا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! گوادر میں تو اتنے مچھر ہیں، لاکھوں کی تعداد میں، آپ یقین کریں کہ وہ خود اس سے بڑی بیماری میرے خیال سے کوئی نہیں ہوگی۔ دوسرا جب میں رات کو آ رہا تھا تو میں نے سو شل میڈیا میں پڑا کہ کرونا وائرس کیلئے GDA ہسپتال میں ایک وارڈ تیار کر دیا گیا ہے، خدار احمد کرو۔ جو ہسپتال میں مریض ہیں اُن کو بھی آپ مردا نا چاہتے ہو۔ اسٹریلیا نے ہائی لینڈ نے ایک land خالی کروایا ہے اُس میں اُن کے لئے بندوبست کئے گئے۔ یہاں ہم اُس ہسپتال میں جبکہ ہمیں پتہ بھی ہے کہ یہ تیزی سے پھیلنے والا اس کا ایک ذرہ بھی آجائے تو وہاں کچھ نہیں بچھے گا۔ تو مجھے لگتا ہے کہ گوادر کے لوگوں کو مارنے کیلئے سازش ہو رہی ہے تاکہ ہماری آواز دبائی جائے۔ دوسرا کمپ کی بتیں ہوئی ہیں کہ دالبندین کہاں پکیمپ لگایا گیا۔ بابا چائنا نے چار یا پانچ دن میں ہسپتال کی بلڈنگ کھڑی کر دی جس میں لاکھوں کے حساب سے ہزاروں کے حساب سے patient treat ہو رہے

ہیں، ساری facilities ہیں۔ ہم سے اپنے ہیں وہ اس کو روکنے سکے آپ اس کو ٹھینٹ کے اندر اس کو روکیں گے۔ دوسرا میری بہن نے بات کی میرے پاس واکس ریکارڈ، کیونکہ اسمبلی کے پالیسی کے خلاف ہے قوانین کے خلاف ہے، voice 3 ہیں جو میرے ڈسٹرکٹ سے نہیں ہیں جاگی سے ہیں مند کے ایرے میں، جب بارڈر پر لوگ رہتے ہیں کل انہوں نے تین voice-messages بھیجے ہیں کہ ہمارا بارڈر بھی تک کھولا ہوا ہے چونکہ بارڈر پر چیک پوسٹ بند ہے لیکن بارڈر میں تاریں نہیں لگی ہوئی ہیں کہیں سے بھی لوگ آرپار ہو سکتے ہیں۔ لوگ آر ہے ہیں جارہے ہیں۔ میں ابھی تین دن پہلے گواہ گیا ہوں میری فیملی میں شادی ہوئی، ایران سے سارے لوگ آئے۔ ظاہر ہے ہماری رشته داری ہے وہ آئینے۔ تو یہ سارے اٹھا سلسہ جاری ہے اور آخر میں جاگی میں وہ بندہ اپنا record بھیج رہا ہے وہ کیا کہتا ہے، کہتا ہے کہ کسی نے اس کو کہا ہے کہ بارڈر کھولا ہوا ہے کہ لوگ بیروزگار ہو جائیں گے۔ کہتا ہے کہ روزگارتب ہوگی جب سرپنج گا جب ہم مر جائیں گے تو روزگار خاک ہو گا۔ سب سے پہلے اس بارڈروں کو بند کیا جائے۔ میری ریکوہسٹ ہے کہ بارڈر بند کیا جائے تاکہ اس مسئلے۔ چائیز اور ایرانی جتنے بھی لوگ ہیں اُس کی movement کو سب سے پہلے روکا جائے۔ یہاں چار شہر سب سے پہلے متاثر۔ اسلام اباد جہاں چاہنا سے انٹریشنل فلاٹ آتی ہے دوسرا لا ہور، تیسرا کراچی اور چوتھا گواہ۔ گواہ سے میں تو ابھی آیا ہوں تین دن پہلے ان کی مومنٹ ہیں اسی طرح چائیز گھوم رہے ہیں پھیر رہے ہیں۔ تو خدار ان کی movement سب سے پہلے ہمارے جو لوگ وہاں چاہنا میں پہنچنے ہوئے ہیں وہ اپنے گھروپس آنہیں سکتے یہ سرعام گھوم رہے ہیں اور کام بھی کر رہے ہیں ان کو ایک دفعہ روکا جائے ایرانی بارڈروہ ہمارے بھائی ہیں وہ ہمارے بات کو سمجھیں گے کیونکہ کوئی نہیں چاہتا کہ کسی کا نقصان ہو۔ وہ نہیں چاہتے۔ اگر ان کے ملک میں وائز آگیا وہ یہاں آ کے پھیلے۔ ہم بھی نہیں چاہتے کہ اگر یہاں چاہنا۔ جس طرح ہم نہیں چاہتے کہ چاہنا میں آئے، یہاں آئے تو وہ کہاں جائیں گے۔ تو ایرانی حکومت چائیز گورنمنٹ سے بات کر کے سب سے پہلے ان کی مومنٹ بند کی جائے اور بارڈر کو بند کیا جائے جب تک کروناؤائز کے خلاف اقدامات نہیں ہوتے۔ دوسری باتیں تو بڑی بڑی کرتے ہیں۔ ہمیتھکی سہولت آج دیکھیں کتنی اہم ایشوپ بات ہو رہی ہے چیف منٹر پتہ نہیں کہاں؟ (مداخلت) میٹنگ سے کچھ نہیں ہوتا ہے، اقدامات سے ہوتے ہیں۔ چیف منٹر بجائے یہ کار لیپیوں میں بیٹھنے سے بہتر تھا اگر چیف منٹر

ان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں آکے ایک دن بیٹھتے، تو ان کی حالت بہتر ہوتی۔ اور میری تجویز بھی ہیں چیف منستر بلوچستان سے اس صوبے میں سب سے اہم دو یا تین ایشو ہیں، ہیاتھ، ایجوکیشن اور drinking water آپ جائیں بیٹھے اور ان کے خلاف اقدامات کریں لیکن ہمیں کوئی ابھی تک اس طرح کے اقدامات بھی نہیں ملتے۔ بلکہ گورنمنٹ کے اپنے ہی دوست وہ بولتے ہیں کہ کوئی سہولت ہی نہیں ہے۔ میں خود چشم دید گواہ ہوں میں نے اُس دن بھی کہا تھا کہ کس سے مانگتے ہو۔ جس کے اپنے ہی ڈسٹرکٹ میں سہولیتیں نہیں ہیں تو ہم اور آپ کس سے مانگ رہے ہیں۔ جو تین یا چار دفعہ وزیر علی رہے، ہم تو کبھی پتہ نہیں کہ ایم پی اے رہے کبھی وزیر رہے ہیں یا نہیں رہیں گے۔ میں تو نہیں رہا ہوں، نہ میرا باپ رہا ہے۔ وہ تو ہمارے معزز قابل احترام ہے۔۔۔ (مداخلت) جناب والا! ہم اس وائز میں کو ہم اس طرح نہیں روک سکتے ہیں اس کے خلاف بیٹھ کر اقدامات کرنے پڑیں گے۔ سب سے پہلے ان کی movement کو روکنا پڑیگا۔ اس کو چائیز اور باقی ممالک نہیں روک سکتے، جس طرح میں نے پہلے کہا کہ ہم نے ابھی تک پہاڑ میں کو ابھی تک جو foreign funding ہو رہی ہے اُس کو نہیں روک سکتے، پولیو کو نہیں روک سکتے تو ایسے۔ ہماری تو حالت یہ ہے میں آپ کو آج میں آپ میرے ساتھ چلے۔ جیونی کا ایکسرے مشین میرے ضلع کا۔ تحریک ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے۔ RHC ہے، ایکسرے مشین ایک سال سے خراب ہے جب سے ان کی حکومت آئی ہے۔ میں دس دفعہ سیکرٹری ہیاتھ کے پاس گیا ہوں۔ دوسری بات ابھی تک پورے بلوچستان میں medicines کی purchasing نہیں ہوئی ہیں۔ آپ ہر ہسپتال میں جائیں medicines نہیں ہیں۔ تیسرا بات میں نے پہلے بھی اس اسمبلی کے فلور میں کہا ہے کہ حکومت کی حالت یہ ہے کہ ایک مریض کی ہڈی ٹوٹی ہے تو اُس کا ایکسرے کیا جاتا ہے۔ آفسوس کے ساتھ آج 11 سال سے میں ایم پی ہوں۔ آپ ہیاتھ ڈیپارٹمنٹ کاریکار ڈچیک کریں کہ گوادر میں ایک ایکسرے کی فلم آئی ہے۔ اگر آئی ہے تو اُس ہسپتال میں میری ذاتی ہوگی۔ سرکار کی نہیں ہوگی۔ تو کس اقدامات کی بات کر رہے ہو، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چھوڑیں لوگوں کو بیوقوف نہیں بنائیں۔ لوگوں کو نہ مراؤ۔ میں جب یہ وائز آجائیگا۔ جب جس دن پہلے گا تو کوئی نہیں بنے گا۔ آپ تو بہت دور ہو ضیاء بھائی! میں گوادر میں رہتا ہوں انہی چائیز کے ساتھ پھرتے ہیں ہمارے لوگ ہمارے لوگوں کی زندگیاں سب سے زیادہ متاثر ہوگی، بارڈر کے لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوگی۔ اُن کو روکا

جائے۔ ضیاء صاحب تو ابھی بیٹھ کے اپنی تقریر میں شہروں کی بات کر رہے تھے۔ معزز رکن کے خلاف ان کے چہرے کی بات کر رہے تھے کہ ان کی ایکستر لگتا ہے۔ سنجیدگی سے ان مسائل کو لینا چاہیے۔ یہ صوبہ ہم سب کا گھر ہے، یہ ہمارا گھر ہے تباہ ہو چکا ہے خدا! مزید اس کو آپ لوگ تباہی کی طرف نہ لیجا میں۔ اور اس کے بارے میں سوچیں۔ اور لوگوں کیلئے جو ہم سے ہو سکتا ہے ہم کریں شکریہ جناب اپنیکر۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر خوارک و بہبود آبادی): جناب چیئرمین صاحب! میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے فلور مجھے دیا۔ میں ابتدا ایک واقعہ سے کروں گا کسی گاؤں میں، بہت سارے بیرونی زگار تھے تو ایک دن جمع ہوئے ”کہ ہم کوئی کاروبار کرنا چاہتے ہیں“، فیصلہ یہ ہوا کہ گئے کی کاشت کرتے ہیں۔ تو انہوں کہا کہ گناہ کاشت کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے فیصلہ ہو گیا۔ ان میں سے ایک سفید ریش تھا۔ اُس نے کہا کہ گناہ کاشت کرنے لیکن یہ ساتھ گاؤں والے جو ہیں نال ان کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات بھی نہیں ہیں۔ تو یہ آئینے اور سارے گئے پوس لینے گے۔ اُس نے کہا مشورہ میرا ہے صبر کرو صبح دیکھتے ہیں۔ صبح کو وقت سارے سب گاؤں والوں کو اٹھایا ڈنڈے کپڑے جا کے دوسرے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ وہ پریشان ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اور گئے پوپو۔ تو یہ کورونا وائرس کو وہ اور گئے چھپوکی طرف لے جا رہے ہیں دیکھیں جی یہ چاٹانا میں آیا۔ کوئی ایشو نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ ایشو نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! بات یہ ہے۔۔۔ (مداخلت) بارکھان میں انشاء اللہ نہیں پہنچے گا ہمارے پاس اللہ ہے۔ اور ہم سب اسپغول پی لیتے ہیں۔ اسپغول پی لو نہیں آیگا۔ جناب چیئرمین صاحب! اس کو ایک ایشو بنادیا گیا ہے، کبھی ایپولا، کبھی ڈینگی، یا ابھی کر دنا۔ ہم جوانی میں دیکھتے تھے ایک گاڑی ہوتی تھی کرولا، جو ہوتا تھا کرونا وہ اس سے بہتر ہوتا تھا۔ یہ ہے چاٹانا کی پیداوار۔ چاٹانا کی پیداوار جو ہے نال نہ اسکی موبائل کی گارنٹی ہے کہ کب ختم ہو جائے۔ کہ کب ختم ہو جائیگی نہ اُس کی کسی product کی ہے۔ وہ جتنی جلدی آتی ہے اور اُتنی جلدی ختم ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: فی الحال سردار صاحب اس کو serious لیں آپ نے جو یہ چاٹانا کا ذکر کیا ہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: کوئی serious نہیں ہے مفت میں serious لیں گے۔ دیکھیں گزارش ہے یہ ہے۔ میری عرض سنیں۔ الحمد للہ پاکستان میں ایک کیس بھی تک کوئی سامنے نہیں آیا ہے۔ ایران

میں ضرور آیا ہوگا۔ چنان میں آیا ہوگا۔ ابھی ہماری اتنی وسیع بارڈر ہے۔۔۔ (مداخلت) کہ کس چیز کی؟ کورونا کی وزیر اعلیٰ، اللہ تعالیٰ جام صاحب کو زندہ رکھے آپ لوگ کے منہ میں وہ، یہ جب تک یہ اسمبلی 2023ء تک ہے یہ ہے وزیر اعلیٰ انشاء اللہ۔ یہ انگور کھٹے ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ ہم اپنی level پر، ہم تو پہلے بھی کہتے تھے کہ قوم پرسنوں کی حکومت بھی آئی انہوں نے health میں کیا کیا؟ اس سے پہلے بہت ساری حکومتیں آئیں میں کسی کے نام نہیں لیتا ہوں تو کیا کیا؟۔۔۔ (مداخلت) چاچا! اُدھر بھی باپ بیٹی کی حکومت آئی تھی۔ آپ کی پارٹی کے بھی باپ بیٹی کی حکومت آئی تھی اور اس میں میں بھی تھا۔۔۔ (مداخلت) آپ نے کہا کہ انکی تین کی آئی ناں۔

جناب چیئرمین: ذرا خاموش please

وزیر خوارک و بہبود آبادی: تو اُدھر اختر جان کے leader کے بھی باپ بیٹی کی حکومت آئی تھی دونوں نے، کرچکے ہیں۔

جناب چیئرمین: House in Order بھائی آپ تھوڑا سا، بار بار تیق میں مداخلت نہیں کریں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: ملک صاحب! بیٹھو تو (مداخلت) وہ اعمال پر ہے شُکر اللَّهُمْ مُذْلِلُهُ إِنَّمَا الْعَامَالُ بِالنِّيَاتِ۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! بات کریں آگے اور بھی ہیں۔ بھائی آپ تھوڑی خاموش رہیں بات کرنے دیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: سب باری باری بولیں اور health خاص کر کے ہمیشہ بولو بولو چاکوئی بات نہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو نہیں اختر کو دی میں نے۔۔۔ (مداخلت) آپ میرے چھوٹے ہو۔ وہ میرا بچہ ہے۔ اس کا باپ میرا بھائی تھا۔ تو جناب چیئرمین صاحب! دیکھیں جو ہمارے پاس ہیں ہم کر رہے ہیں۔ یہ tent سے یا یہ جو بنس لگانے سے۔ یہ ابھی تک جیسے ان ساتھیوں نے کہا، ثناء نے کہا کہ ابھی تک یہ diagnose نہیں ہوا ہے کہ یہ آتا کس چیز سے ہے کچھ لوگ جو ہے نہ اس کو اسلام کی طرف کھینچ کے لے جاتے ہیں کہ جی وہ مردار چیزیں کھاتے ہیں۔ بھائی وہ مردار چیزیں تو ایک ہزار سال سے کھار ہے تھے پھر پہلے کیوں نہیں کورونا ہوا؟ میں تو یہ کہوں گا جو میری کم عقلی ہے یا میری جو عقل کہتی ہے کہ یہ جیسے موبائل میں

اور virus business ایک virus یا Corona یا Ebola یا یہ دنیا میں جو ترقی یافتہ ممالک ہیں ان کا کھیل ہے۔ کہ اپنے جو ہے وہ پیسہ dollar بنا کیلئے کبھی Corona چھوڑ دیتے ہیں اور اُسکی anti-virus اب خالی، ابھی تک تو اُس کی چلو vaccine ایجاد نہیں ہوئی ہے، خالی masks ڈیڑھ دوارب کی آبادی ہے آپ کی چائنا کی ہے through out the world کا حساب کر لیں اگر 10 روپے انہوں نے کمائیں خالی 10 ارب ڈالر کا تو آپ کا ماسک چائنا میں بگ گئے ہوں گے۔ تو یہ ایک vicious circle ہے، کھیل ہے، کھیل کھیلا جاتا ہے۔ اب 2 ارب کی آبادی میں 2 ہزار ڈھانی ہزار آدمی مر گئے ایک جہاز crash ہوا وہ اتنے تو اُس میں بھی مر جاتے ہیں۔ لیکن وہ ڈالر کتنے کما گئے فلاٹوں میں کتنے کما یہ calculation کی بات ہے۔ ہمارے level پر اگر ہم، ہم اپنی جو ہماری بساط ہم کوشش کریں ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے۔ اب دیکھیں وسیع و عریض border ہے ہماری ایران، افغانستان چائنا، اندیا پتہ نہیں کہاں کہاں ملی ہوئی ہے ہمارے border۔ جب ہماری حکومتیں اُس پر بارٹگاتے ہے تو اُس پر اعتراض ہوتا ہے کہ جی بارٹگار ہے ہیں۔ دہشت گردوں کو روکنے کے لئے آج کہتے ہیں کہ جی آپ border seal کر دو، بھائی بارڈر جسے حمل نے کہا کہ اس کی شادی ہوئی ہے آدھا کلمتی اُس طرف پڑے ہوئے ہیں وہ آگئے۔ اب شادی بھی ختم کریں گے، غنی بھی ختم کریں گے جو border business ہیں، ہر چیز کا business ہے، وہ بھی آپ ختم کریں گے۔ تو وہ بجائے وہ کرونا جب آئے گا، تو آئے گا ویسے لوگ بھوک سے مر جائیں گے۔ خالی Diesel کا issue ہوتا ہے ایک وہ ذمیادگاری کو آگ لگتی ہے چار دن سختی ہوتی ہے لوگوں کے چوہے بجھ جاتے ہیں۔ ہم اپنے طور پر جتنا ہمارا بس ہو گا۔ جتنی ہماری اوقات ہے، کتنا ہم کر سکتے ہیں۔ میرے C.M. نے بھی اس پر serious available resources کے ساتھ بات کی ہے۔ ہمارے پاس جو Prime Minister کے ساتھ ہم نے تفتان میں نے کیمپ لگادیا ہے ہم لوگوں کو بتا رہے ہیں awareness لا رہے ہیں اس کے ساتھ ہم نے اس کے ساتھ ہم نے اس طریقے سے احتیاط۔ باقی جو چیز آنی ہے، چائنا میں جی خرگوش سے آیا ہے یا بندر سے آیا ہے یا چوہے سے آیا ہے۔ آگیا ہے، اب چائنا اور ہمارا مقابلہ تو ہے ہی نہیں۔ اُس کی معیشت یہ چھت پر جو بلب ہے اُدھر ہے ہماری معیشت یہ ہے، ہم بہت پچھے ہیں اُن سے۔ پوری دنیا سے پچھے ہیں، ہم ترقی

یافہ کیا ترقی پذیر سے بھی نیچے پزیر ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ ہمارے ساتھ ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ عوام بلوچستان کا اس میں کبھی کسی نے نہیں کہا کہ اختر جان بلوچستانی ہے کھیڑان بلوچستانی نہیں ہے۔ اختر جان پاکستانی ہے کھیڑان پاکستانی ہم کو پاکستانی ہونے پر فخر ہے۔ اللہ رحم کرے یہ آفتیں، آفات صدیوں سے کروڑوں اربوں سال سے آتی رہی ہیں۔ اسلام کے شروع کے دنوں میں بھی آفات آئیں ہیں۔ مختلف قسم کی یہ ہمارے، ہمارے بچپن میں وہ چیپک ہوتی تھی۔ اچھا اس حد تک ہوتی کہ وہ لوگ ابھی تک ٹیلے بنے ہوئے ہیں لوگوں کو جا کے زندہ لوگوں کو ٹیلوں پر پھینک کے اُس سے جو ہے اپنے رشتے دار وہ ہو جاتے تھے۔ بیزار، اُس سے رشتے توڑ دیتے تھے، تو یہ قدرتی آفات ہیں اس میں ہمیں سیاست نہیں کرنی چاہیے اُس میں ہم بلوچستانی ہیں۔ وہ آپ بیٹھے ادھر بیٹھے ہیں، کل ہم، جدھر آغا صاحب بیٹھا ہوا ہے ادھر بیٹھے تھے آپ تو آغا صاحب بہت خوش قسمت ہیں کہ جام جیسی گورنمنٹ آپ کو ملی ہے۔ میں بھگت چکا ہوں ڈاکٹر مالک کی حکومت۔ جس میں مجھ پر ناجائز case ڈالے گئے مجھے جلوں میں گھسیٹا گیا۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب corona پر بات کریں بھائی۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: نہیں۔ corona پر بات کر رہا ہوں میں مثال دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: یہ corona کا حصہ ہے وہ virus کو میں بھگت چکا ہوں ڈاکٹر، ادھر بیشنل پارٹی کی حکومت قوم پرستوں کی حکومت، میں کرونا کو اس seat پر جدھر آغا صاحب بیٹھا ہوا ہے وہاں میرا قائد بیٹھتا تھا، مولانا واسع، ہم بھگت چکے ہیں جناب! وہ مہا virus تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ وہ virus ان کو خود لگ گیا ہے اور وہ خود چھپتے پھر رہے virus سے، تو عرض یہ ہے چیئرمین صاحب! کہ یہ بلوچستان، یہ پاکستان یہ ہم سب کا ہے۔ کسی ایک کے باپ کی جا گیر نہیں ہے۔ یہ ہم سب کا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس صوبے کے لیے اس ملک کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں کو سہولت ملے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان کا تحفظ کریں چاہے وہ دشمنوں کی صورت میں ہو، چاہے قدرتی آفات کی صورت میں ہماری جو غربتی ہے ہم اُس پر اپنا حصہ ڈال سکیں۔ ہم اتنے بے حس نہیں ہیں۔ ہمارا جینا مarna ہماری قبریہاں ہوگی۔ ہماری اولادوں کی قبریں، جینا، مرن، ہماری نسلوں کی یہاں ہیں، رہے گی۔ تو کیا

آج ہم اتنے بے حس ہو گئے ہیں کہ ہمیں نہیں ہے احساس کہ ایک قدرتی آفات ہے یا خدا نخواستہ کوئی مسئلہ آرہا ہے اور ہم جو ہے ناں جیسے انہوں نے کہا car rally, district Headquarter activity دنیا میں ہیں کون سی نئی بات ہے؟ اگر ایک بندہ چلا گیا کسی car وہاں آپ جا کے دیکھیں گے وہاں یہ car rally کی صورت میں ابھی یہ کسی صاحب چلے گئے طارق، کہ وہاں کروڑوں روپے غربیوں کے جیب میں چلے جاتے ہیں، ٹھیلے والے کا دوسرا کا تیسرے کا، وہ ہم سے کیا لے جاتے ہیں۔ گاڑیاں بھگاتے ہیں اپنی لے آتے ہیں Government of Balochistan کی گاڑیاں نہیں ہوتی ہیں۔ تو یہ sports activities ہیں اس کو ہمیں جتنا ہو سکے ہم ان کو، ان چیزوں کی طرف لے جائیں، سپورٹس میں لے جائیں educational activies میں لے جائیں۔ تاکہ کل جو پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی دیکھیں یا ریتا تاکھیل گودر ہے ہیں کہ انکے پچھے خوشحال ہیں ہم کیوں بیٹھے ادھر بندوق لے کے ہمیں کیا بلا ہے ہم بھی نیچے آ جائیں ہم بھی اس خوشحالی میں شامل ہو جائیں۔ تو یہ قدرتی آفات کے لیے موجودہ حکومت ہماری حکومت مرکز کی حکومت۔ آپ دیکھیں ایک misperception میں ہوئی ہے۔ میرا بیٹا، میر اس سے لاڈا بیٹا چانما میں پڑھ رہا تھا، فون کرتا رہا کہ بابا۔ میں نے اُس کو، اُس وقت نام لے رہا تھا پتہ نہیں، Wuhan Cheng airport وہ بند ہو گیا ہے۔ Doha سے ہم کو نکالا کے آئے تو Doha سے ادھر آ گیا، خیر و خیریت سے پہنچ گیا ہمارے ساتھ رہ رہا ہے الحمد للہ، محفوظ ہے، تو یہ موت برحق ہے یا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گُل نَفْسُ ذَائِقَةُ الْمُوْتُ، جو بھی ذی روح ہو گی، چاہے وہ چرند ہے، پرند ہے، چیونٹی ہے، درخت ہے انسان ہے حیوان ہے جو بھی ہے، جس نے سانس لی ہے وہ اُس کی موت برحق ہے، قرآن شریف کہتا ہے۔ لیکن یہ ہے کہ ہمارے آج آپ ڈیڑھ سال پہلے کے دور میں health facilities میں جائیں آج کے دور میں دیکھیں جناب چیز میں صاحب، میر کہنا ہے آپ کو بہت فرق نظر آئے گا۔ میرے دوست نے کہا کہ BHUs بند پڑھے ہیں۔ میں challenge سے کہتا ہوں کہ APPHI اتنا اچھا کام کر رہی ہے کہ 85 یا 90 فیصد اس وقت activate ہو چکے ہیں، وہاں کام ہو رہا ہے 1122 آگئی ہے ہیلاتھ facilities آگئیں۔ ٹھیک ہے 72 سال کی، (مداخلت) آغا صاحب۔ 72 سال کی محرومیوں کو ہم ڈیڑھ سال میں تو نہیں ختم کر سکتے ہیں۔

جناب چیر میں: شکریہ۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: خاص کر بلوچستان target رہا ہے،،، ہر ایک نے کوشش کی ہے کہ اس کو لوٹھسوٹ جتنا کر سکتے ہو، وہ 72 سال کا یا 40 سال کا late train ہوئی ہے ناں، ایک دن میں ڈیڑھ سال میں ہم تو نہیں نکال سکتے لیکن ہم اپنی بس کے مطابق، آپ ہر اپوزیشن کو میں چیلنج یہ بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن اب نکل گی ساری۔ پہلا شخص میراوزیر اعلیٰ تھا جس نے اس کو serious immediately effect کے ساتھ رابطہ کیا۔ ہماری جتنی غربی ہے، اب جو گیا ہوا ہے، آپ یہ احساس کریں کہ patient آتا ہے ایران سے۔ وہ جس نے لگایا ہوا ہے جو اس کی checking کر رہا ہے ناں اس کے پاس وہ چاننا والا لباس ہے کہ پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کے بال تک اس کو ڈھانپا ہوا ہے اور وہ جو یا ہوا ہو یا vaccinated ہو، وہ risk لے رہا ہے یہ ہمارے لوگوں کی قربانیاں ہیں۔ ہمارے آفیسرز وہاں کھڑے ہیں، ہمارے PDMA نے وہاں camp گاڈیے کے تحت جتنے اُنکے resources ہیں جتنا سلسle ہے وہ throughout the border وہ جو اپنے لوگوں کو motivate کر رہے ہیں۔ لوگوں کو مطلب بتا رہے ہیں اور ان کے پاس جو available resources ہیں، ہم نے سب چیز ادھر shift کی ہوئی ہے۔

جناب چیر میں: شکریہ سردار صاحب تھوڑا مختصر کریں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: اگر ایک قدرتی طور پر میری موت اگر کرونا سے لکھی ہے، نہ آپ ٹال سکتے ہیں نادینا کی کوئی طاقت ٹال سکتی ہے۔ لیکن precautionary motive کے تحت بلوچستان گورنمنٹ جتنا بس ہے بلکہ ہمارے پاس ان بلوچستان کے لوگوں کے لئے ہماری جان بھی قربان ہے ہماری اپنی ہر چیز اس حکومت، حکومت کا جو پیسہ ہے وہ تو ان لوگوں کی امانت ہے۔ یہ عوام کی امانت ہے۔ اگر ہمارے اپنے بس میں جیسے جمل صاحب نے کہا کہ میں نے خود وہاں X-Ray کی فلمیں لے کے دی ہیں۔ تو تم نے کوئی احسان تو نہیں کیا وہ تو تمہارا جینا مرنا ہے وہاں ہے وہ تمہارے اپنے لوگ ہیں۔ تم نے گوادر میں تو شیشیں دی ہیں تم آج تک ثابت کر دی کتنی؟ دو دفعہ MPA بنے ہو، ایک تم نے با رکھاں، کو ہلو یا ڈیرہ گکٹی، یا نوشکی بھیجی ہیں۔ وہاں تمہارا جینا مرنا ہے، تمہارے اپنے لوگ ہماری برادری ہے تمہاری قوم ہے تمہارا

جنازہ پڑھانے والے وہاں تمہاری شادی میں شرکت کرنے والے ہیں۔ پھر تم کیوں ادھر دوہراتے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا جینا مرنا اس بلوچستان میں ہے۔ ہماری ہر چیز قربان ہیں اس کے لوگوں کے لیے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکومت دی ہے ہمارا قائد ہے بے داغ ماضی بے داغ مستقبل بے داغ ہر موجودہ، آپ اتنی بات نکالیں اُس پر corruption کی یا کسی سلسلے کی وہ کر رہا ہے۔ صوبے میں آپ دیکھیں کیا صورتحال ہے۔ آپ کی باقی law and order کیا صورتحال تھی۔ بہت ساری چیزیں ہیں جن کو ہم درست کر رہے ہیں۔ لگے ہوئے ہیں انشاء اللہ 2023ء تک ہم آپ کو اس بلوچستان کی شکل اب ایسے کر کے نہیں ایسے سنیں چاچا! انشاء اللہ 2023ء تک آپ کو ایک نیا بلوچستان ہم دینے گے۔ ایک خوبصورت بلوچستان جس میں education ہوگی، آج دیکھیں سو شل میڈیا پر ایک DO بھی دے رہا ہے کہ جی بسم اللہ لوگوں کو نظرے لگا رہا ہے کہ آؤ دا خلمہ لو بچوں کا۔ آپ ثابت کرو پچھلے 72 سال میں ایک اتنا add کسی نے دیا ہے کہ داخلہ ہم شروع کرو۔ قوم پرستوں کے ساتھ، دوست پرستوں کے ساتھ، ہم عملی کام کر رہے ہیں، عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔ تو ہم عملی لوگ ہیں۔ ہم انتقامی لوگ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: یہ آغا صاحب گواہ ہیں۔ بھائی میں نے کیا گناہ کیا تھا؟ اُس نے کہا کہ جی اُس وقت کے چیف منسٹر کا نام لیا ”کہ مجھے بارکھاں سے نکلا تھا اس لیے میں انتقام لے رہا ہوں“ پہلے دن تقریر کی کہتا ہے ”سنپھل کے“ میں پہلے دن گیا میں نے DC کے پاس meeting کی میں نے کہا میں جارہا ہوں جلدی یاد ریں۔ کیوں کہ صاحب بہادر تیاری میں ہے۔ تو اس چیف منسٹر جیسے لوگ، آج تک کسی کا ایک مچھر جتنا نقصان نہیں دیا۔ فائدہ دیا ہوگا مچھر جتنا نقصان نہیں کیا ہے۔ تو آپ شکر نکالیں کہ آپ کو ایسا چیف منسٹر ملا ہے۔ ہم بھگت چکے ہیں کورونا کا کیا وہ ebola virus ہے۔ افریقا والا جو شاء بھگت آیا نہ وہ ebola ہے۔ لیکن ہم رونے والے، مجھے ادھر بلایا ادھر بیٹھا تھا سردار اسلم نے کہتا ہے ”CM“، میں نے کہا ”کہ میرا CM کے ساتھ کیا کام“۔ ادھر CM بیٹھا ہوا تھا مجھے اس کرسی پر بٹھایا سردار اشناء اللہ ولی کرسی پر کہتا ہے ”کہ آپ کو غلط فہمی ہے کہ آپ کے اوپر میں نے case بنایا ہے،“ میں نے کہا ”نہیں میں نے کب کہا ہے؟“ کہتا

ہے ”نہیں میں نے ادھر اس PS کے کمرے میں، اُس کا ایک staff officer تھا کیا سرپرہ اُس کو میں نے گالی دے دی تھی۔ وہ اُس نے کوئی بات کی میں نے گالی دے دی کہتا ہے نہیں ہے۔ میں نے کہا ”دیکھو! بات سنوڑا کٹر صاحب“، آپ نے نہیں کیا ہے تو نہیں کیا ہے کیوں مجھے وضاحت کے لیے بلا یا ہے۔ سردار اسلام بھی ایک قدآ ور شخصیت ہے مجھے بلا کر لایا میں آپ کے پاس نہیں آتا، اگر آپ نے نہیں کیا تو کیوں وضاحتیں کر رہے ہو۔ کیا ہے تو جناح روڑ پر آپ کو جواب دینا پڑے گا کہ میرے گھر کی بے عزتی چادر، چار دیواری کامنے پا مال کیا ہے تقدس پا مال کیا ہے۔ اور تم کو جواب دینا پڑے گا آج نہیں تو کل دو گے اور میں openly floor of the House challenge پر کہہ رہا ہوں کہ اُس نے اگر کی تھی ذیادتی تو اُس کو جواب دینا پڑے گا۔ بلوچی حساب سے دینا پڑے گا، قبائلی حساب سے بھی دینا پڑے گا۔ اور اگر کاش میں جام صاحب کی جگہ چیف منسٹر ہوتا تو میں بھی وہی کام اُس کے ساتھ آج کر رہا ہوتا۔ لیکن وہ چلا گیا۔ دیکھیں میری عرض سنیں نہیں ہونا چاہیے بلوچستان میں ہم یہاں کے ہیں۔ اگر کسی رگوں میں خون ہے تو ہمارا پانی نہیں ہے۔ پھر وہ وضاحتیں دے رہا تھا میں نے کہا چھوڑ دوڑا کٹر صاحب آپ نے نہیں کیا۔ کہتا ہے کہ نہیں۔ تو میں نے کہا کہ پھر آپ withdrawal case کرو کیوں مجھ پر ناجائز کیس بنایا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے پشتو نخوا میپ والوں کی 500 کلاش نکوفیں کپڑی ہوئی ہیں وہ مجھ پر زور کر رہے ہیں۔ میں نے وہ واپس نہیں کی تو میں نہیں کرتا ہوں۔ میں نے کہا پھر مجھے بلا یا کس لیے کیوں وضاحتیں کرتے ہو تم کو تکلیف کیا ہے۔ میں اٹھ کر چلا گیا۔ تو وہ دور بھی ہم نے وہ virus گزارے، آج تو آپ لوگ شکر نکالیں آپ ہمارے بھائی ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں آپ کے وجود کو۔ ہم آپ کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں آپ منتخب نمائندے ہیں ہر لحاظ سے آپ کا حق بنتا ہے۔ میں لڑتا رہتا ہوں میرا اللہ گواہ ہے کہ میں آپ لوگوں کے میں CM سے گزارش کرتا ہوں کہ جیسے ہم منتخب ہو کے آئیں ہیں ہم اس طرف آگئے ہیں وہ اُس طرف۔ یہ وہ musical chair کا کھیل ہے کل پھر ہم ادھر ہونگے یہ ادھر ہونگے۔ تو ایسی چیز نہ کرنے وہ پرانے زمانے میں ایک کو کسی بیٹی نے باپ کو کندھے پر لا کر دریا کے کنارے کھڑا ہو گیا تو باپ ایک دفعہ ہنسا پھر رویا تو بیٹی نے کہا کیوں ہنسے ہو کیوں روئے ہو؟ کہتا ہے کہ ہنسا اس لیے ہوں کہ کل تمہارا انجمام بھی یہی ہو گا۔ رویا اس لیے ہوں کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ تو یہاں کریں۔ نہ ہمارا کسی قسم کا سیاسی انتقام یا یہ سلسلہ باقی

جہاں تک انہوں نے ایک بات کی ہے باہر یہ جو student والی ہے۔ میں اُس میں نہیں کہتا کہ زیادتی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے۔ لیکن اُس کا clip میں نے کراچی میں سنایا ہے۔ وہ ایک لڑکی ہے جو کہ اُس کے سردار یار محمد رند کے گھر تک پہنچ گئی۔ abuse کر رہی تھی وہ یہ کسی کو اجازت نہیں ہے۔ بلوچ لڑکی تھی نوشکی کی یا somewhere کی پٹنیں میں نہیں جانتا ہوں۔ پتہ نہیں کون سی بی بی گودی تھی۔ نہیں آپ سیاسی طور پر آئے ہیں سیاست کے حد تک آئے بسم اللہ۔ کسی کے گھر تک پہنچنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے نہ بلوچی حساب سے نہ قبائلی حساب سے کسی حساب سے بھی کسی کے گھر تک پہنچنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ اور چیز میں صاحب! آپ کو clip میں چیز میں صاحب! وہ اُس حد تک جاتی ہے، نہیں، جب ہمارے ایک معتبر دو تین MPA یا minister اُس کے پاس dialogue کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ میٹھے طریقے سے بات کر رہے ہیں آپ بات کریں آپ کی admission کا آپ ہمارا حصہ ہیں، آپ ہم سے دور نہیں ہیں آپ اسی درستی کے ہیں ہم بھی اسی درستی کے ہیں۔ آپ طریقے سے آئیں ہم ہر۔ یہ اس کو آپ سیاست کا گڑھ مت بنائیں admission کو یا آپ ایک minister کو یا ایک MPA کو ماں بہن کی حد تک یا گالی کی حد تک جا کے اُس کو یہ سلسلے کریں ہم اس کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ سردار صاحب! تھوڑا مختصر کریں کافی لمبی بحث ہو گئی۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: باقی اس پر ہماری گورنمنٹ ایک ہزار فیصد board on ہے۔ ہماری غربی بی حاضر ہے، آپ ہمیں اچھی suggestion دیں انشاء اللہ ہم دونوں آپ سے آگے چلنے کو تیار ہیں۔ ہمیں تحفظ دینا ہے ہمیں آئین کے تحت یہ اختیار ملا ہے کہ ہم حکومت میں ہیں ہم نے اس بلوچستان کے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرنا ہے چاہے وہ دہشت گردی کی صورت میں قدرتی آفات کی صورت میں ہو یا law and order کی صورت میں ہو یا کسی سلسلے میں بھی ہو۔ اُس میں ہمارا فرض بنتا ہے۔ آپ کو لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا ہے آپ کا فرض بنتا ہے۔ مل بیٹھ کے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کے thank you

جناب اسپیکر: شکر یہ لانگو صاحب!

میر اندر حسین لانگو: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر! کہ آج آپ نے اس اہم issue پر ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ جناب والا میں کوشش کروں گا کہ انتہائی مختصر اور to

the point بات کروں گا۔ جناب والا باقی کورونا وائزس اس کی تباہ کاریاں۔ ان کے تمام معاملات پر شاء بلوج نے اور باقی ساتھیوں نے سیر حاصل بحث کیں۔ میں اُس بحث میں ہی نہیں جانا چاہوں گا۔ میں صرف میرے قابلِ احترام ہے اس دلوج صاحب cabinet کے بھی member ہیں، میں صرف ان کی باتوں کو آگے لے جانا چاہوں گا۔ جناب والا ہمیں حقیقت پسندی کے ساتھ اس challenge کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور جو measurements ہیں وہ ہمیں لینے چاہیے۔ سردار عبدالرحمن جیسے کہہ رہے ہیں میں ان کی باتوں سے بالکل agree نہیں کرتا یہ انتہائی غیر ذمہ دار نہ قسم کی باتیں ہیں۔ جناب والا! تفتان بارڈر پر جو ایک tent hospital قائم کیا گیا ہے۔ اور دو چار doctors بھیجا کیں گے ہیں۔ اُس کی حقیقت social media پر کل پرسوں سے چل رہی ہے۔ اور کسی نے ایک بہت ہی دلچسپ اس کی اور quotation دی ہے، بہت ہی دلچسپ سا ایک دو چار لفظ اُس پر لکھے ہیں۔ کہ کورونا وائزس انتہائی مہذب، اُمن پسند، قانون پسند قسم کا virus ہے کہ اُس نے حکومت بلوچستان کو یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ گوریزی کے راستوں سے illegal راستوں سے بلوچستان میں کبھی داخل نہیں ہوگا۔ وہ آئے گا تو تفتان بارڈر سے باقاعدہ اپنا entry کروا کے بلوچستان میں داخل ہوگا۔ اس لیے ان کے لیے گورنمنٹ آف بلوچستان نے ایک tent hospital کا صرف تفتان بارڈر پر بنو بست کیا ہے۔ جناب والا اُس تفتان بارڈر کے حوالے سے بھی سو شل میڈیا پر کل رات سے ایک video چل رہی ہے۔ ایران میں جو آپ کے لوگ ہنسنے ہوئے تھے ایران نے وہاں سے stamp کا exit gate کے ان کو اپنے کرنے کے اندر کر دیئے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے جو ہمارے وہاں FIA کے لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے گیٹ بند کر دیا یہ دونوں گلیوں کے درمیان جو zero point ہے وہاں کافی لوگ کل سے پسے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنی video بنانے کی ہے کہ وہاں نہ کوئی shade ہے، نہ کوئی shelter ہے دوںوں گیٹ بند۔ ایران نے ان کو exit کر دیا اب وہ واپس ایران میں نہیں چھوڑ رہے ہے ان کو اور پاکستان نے اپنی گیٹ بند کی ہے وہ entry نہیں دے رہا ہیں ان کو۔ وہ لوگ کافی دنوں سے بند ہیں ان کی interviews، سو شل میڈیا پر videos تمام چیزیں viral ہو چکی ہیں اور ہمارے پاس آبھی گئے ہیں اس وقت بھی میرے موبائل میں ہیں کیونکہ اسمبلی کا forum ہے میں اسوقت یہ آپ کو یہ نہیں دکھا سکتا۔ تو جناب والا! اس طرح

کی measurements کرنے سے، دیکھیں ایک انتہائی insecure قسم کا ہمارا بارڈر ہے تالاب سے شروع ہے، تالاب سے لوگوں کا تاجریوں کا عام لوگوں کا آنا جانا اس بارڈر پر ہے۔ بارڈر کراسنگ ہوتی رہتی ہے practice پر daily bases چلتی ہے اُس کے بعد ماشکیل ہے۔ پھر پنجوں میں اسد صاحب بیٹھے ہیں دو point سے لوگ آتے جاتے ہیں، ایک سارا دا ان والا ہے دوسرا پروم والا بارڈر ہے۔ وہاں سے لوگوں کا آنا جانا ہے اُس کے علاوہ بھی پورا بارڈر کھولا ہوا ہے۔ اسی طرح یہ 700 kilometres کی جو ہما را بارڈر ایران کے ساتھ لگتا ہے۔ یہ تمام کے تمام open ہیں، یہاں سے dialy basis پر لوگ outback کرتے ہیں لوگ صحیح جاتے ہیں رشتے داروں سے ملنے اور شام کو واپس اپنے گھر آتے ہیں۔ اسی طرح ایران سے لوگ آتے ہیں اپنے عزیز واقارب سے ملنے کے لیے شام کو واپس اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ اس بارڈر کی میں آپ کو مثل یہ دوں کہ میرے خیال سے کوئی اسد صاحب کو یاد ہو گا 1993ء یا 1997ء کا مجھے exact یاد نہیں ہے ہمارے ایک انتہائی قابل احترام دوست ہے چیز میں مہم خان صاحب وہ election campaign میں نکلا، election campaign کرتے کرتے وہ ایران کے کسی گاؤں میں پہنچ گیا۔ تو وہاں لوگوں نے جب اُن سے بلوچی حال و احوال لیا تو کہتا ہے کہ جی میں قومی اسمبلی کا امیدوار ہوں آپ دوستوں سے ووٹ مانگنے آیا ہوں۔ تو انہوں نے اُن کو کھانا کھلایا خدمت کی رات وہاں ٹھہرایا، صحیح انہوں نے کہا کہ جناب آپ غلطی سے ایران پہنچ گئے ہیں یہ ایران کا ایک گاؤں ہے یہاں کوئی ایکشن نہیں ہو رہا ہے۔ تو اس طرح کی ہماری borders ہیں ان تمام borders کو manage کرنے کے لیے ہمیں serious قسم کے actions لینے پڑیں گے دیکھیں جناب والا! میں اسد صاحب کے بات کو endorse کروں گا اور میرضیاء صاحب نے بھی کہا تھا کہ جتنے ہمارے وسائل۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے جو وسائل ہیں ہمارے system میں یہ capability ہی نہیں ہے کہ ہم اس کو handle کر سکیں۔ اب حقیقت پسند ہونا چاہیے۔ گول مول قسم کی بیانات دے کے ہمیں نظریں نہ چھرا میں بلکہ حقیقت کا سامنا کریں۔ چنانے اس وقت اس پر کافی کام کر لیا چونکہ start ہی وہاں سے ہوا تھا۔ 8 دن کے اندر ہزار بسٹروں کا ایک hospital انہوں نے کھڑا کر دیا۔ ہم چشم کشائی کی بجائے حقیقت پسند بن کر کے ہم فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کریں، اُن کے Chaina میں through سے رابطہ کر لیں وہاں سے

blais۔ ہم WHO سے رابط کر کے ان کے expertise بلائیں، ہم ایران گورنمنٹ کے ساتھ interaction کر کے، ان کے hand پر وہ ہم سے زیادہ develop ہیں، ان کی وسائل ہم سے زیادہ ہے۔ وہاں awareness, education سے زیادہ ہے۔ ان کا بارڈر ہم سے زیادہ ہے، ان کے بارڈر پر ہمارے hand کی نسبت زیادہ facilities ہیں۔ ان کی بارڈر پر manage ہے، ہم ایران کے ساتھ بیٹھ کے ہمیں اس کو initiate کرنا چاہیے۔ ایران کے ساتھ بیٹھ کے ہم اس کے لیے ایک strategy ان کے ساتھ مل کر مشترک طور پر بنالیں۔ اور دوسرا جناب چیز میں! اگر ہم اس خوش نبی میں ہیں کہ کورونا وائرس آئے گا اور ہم اسے سول ہسپتال یا بی ایم سی ہسپتال میں بیٹھ کے manage کریں گے تو جناب والا! یہ وہ دیوانے کی خواب جیسا ایک سوچ ہے۔ کیوں کہ سول ہسپتال، بی ایم سی، شیخ زید یہاں تو ہم ابھی تک TB کو کنٹرول نہیں کر سکے ہیں۔ یہاں تو ابھی تک ہم hepatitis کو کنٹرول نہیں کر سکے ہیں۔ یہاں تو ابھی تک ہمارے پاس وہ facilities ہی نہیں ہیں۔ یہاں تو ہماری لیبارٹری سول ہسپتال کا لیبارٹری کا یہ حال ہے کہ آپ سول ہسپتال کے سرکاری OPD میں چلے جائیں آپ کو ٹیکسٹ کروانے کیلئے باہر کی لیبارٹریوں سے کروا نا پڑتا ہے۔ یہاں تو ہمارے پاس ملیریا کے ٹیکسٹ کی facilities نہیں ہیں۔ تو ان ہسپتالوں کی base پر جناب والا! ہم اس کو کیسے manage کریں گے۔ جہاں تک رہی border areas کی، آپ کیسے اس floor پر جناب کو یہ جواب دیا تھا کہ وہ ہسپتال under-construction ہے جب بنے گا۔ تو جناب والا واشک district جس کے مانشیں وغیرہ کے borders ایران کے ساتھ لگتے ہیں۔ ان کو آپ کیسے اس under-construction hospital کے ساتھ manage کریں گے۔ تو جناب والا! یہ ہمارے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ ہمیں حقیقت پسند ہونا چاہیے۔ جو کام ہم نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں کسی اور دوست کی مدد لینا چاہیے۔ چاہے وہ فیڈرل گورنمنٹ ہو یا China کی مدد ہم لیں یا ایران سے لیں، WHO، اس کے لیے ہمیں serious action لینا ہوگا، seriously ہمیں اس کے بارے میں سوچنا ہوگا کہ ہم کس طریقے سے اس virus کو روکیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے کافی

میں اس virus کی وجہ سے انہوں نے روکے ہوئے ہیں۔ تو یہ بات ہم ایران سے بھی کہیں کہ جو ہمارے زائرین، businessman یا tourist جو اس وقت ایران میں ہیں۔ وہ بجائے ان کو وہاں سے exit کر کے جان چھڑانے کے وہ ان کو وہاں اس وقت تک رکھے، جب تک یہ تمام چیزیں clear نہیں ہوتی۔ جب تک وہ اُس کو باقاعدہ ایک certify نہیں کرے گا کہ یہ کورونا effected نہیں ہے، یہ virus اپنے ساتھ carry نہیں کر رہا۔ اُس وقت تک ایران کے ساتھ بھی ان کی Embassy ہمارے ساتھ ہی ہے۔ یہاں جا کے ان کے کوسل جزل سے مل کے اس بات کے لیے ایران کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ بھیڑ بکریوں کی طرح ہمارے لوگوں کے پاسپورٹ پر exit stamp گا کے وہ اپنی گیٹ سے اندر نہ کرے۔ یہاں ہم ان کو accept نہیں کر رہے۔ کوئی میدیکل ٹیم اس طرح کی ہو کہ ان کی تصدیق کر لیں کہ یہ corona carriers ہے یا نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر ان کو اپنے گھروں میں آنے دیا جائے، اگر ہے تو پھر ان کے لیے اُس حوالے سے وہاں کوئی بندو بست ہو وہ دونوں جو boundaries ہیں جو باڑگلی ہوئی ہیں دونوں گلیوں کے بیچ میں وہ بیچارے پھنسنے ہوئے ہیں۔ اور اپنی ویڈیو زبانا کے سو شل میڈیا پر دے رہے ہیں۔ نہ وہاں ان کے لیے بیٹھنے کے لیے جگہ ہے نہ کوئی bench ہے نہ کوئی شیڈ ہے کہ جس کے سامنے کے نیچے وہ بیٹھیں، آپ کو بھی پتہ ہے کہ تقاضاں ایک گرم علاقہ ہے اب اس دھوپ میں اس گرمی میں وہاں وہ بیٹھ کر کیسے ندگی گزاریں گے۔ تو جناب والا! ہمیں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ جس طرح کے جوابات آرہے ہیں۔ جس طرح کی غیر سنجیدہ گفتگو وہاں سے آرہی ہے سوائے دو تین ممبران کے جنہوں نے حقیقت پسندگی کی بنیاد پر اس خطرے کو جانچا ہے اس کا تجزیہ کیا ہے اور حقیقت پسندگی کی بنیاد پر انہوں نے گورنمنٹ کی position اُس کے سامنے رکھی ہے۔ کہ ہماری اتنی حیثیت ہی نہیں ہے ہماری اتنی طاقت ہی نہیں ہے کہ ہم اس کرونا کو روکیں۔ کچھ دوست تو یہاں کرونا وائرس روکنے کی ایسی بات کر رہے تھے۔ جیسے کہ وہ کرونا وائرس نہ ہو کسی BMC کے students کے seriously یا یہ جائے یہ کرونا وائرس ہے جس سے پوری دنیا پریشان ہے۔ یہ BMC کے students نہیں ہیں۔ یا یہ جو ہے سیاسی کارکن نہیں ہے۔ کہ آپ ان کو پکڑ کر ٹکوں میں ڈال دیں گے۔ یہ

سردار عبدالرحمن نہیں ہے جو ڈاکٹر عبدالمالک کے دور میں پکڑ کے آپ اس کو جیل میں بند کر دینگے۔ یہ کرونا وائرس ہے بابا! کرونا وائرس کی طرح ہی deal کرو۔ اُس حوالے سے ہی کوئی measurements لیں۔ ہم نہیں آنے دیں گے کرونا وائرس کو آپ روکیں گے کیسے اسمبلی کو بھی مطمئن کر دیں۔ ٹھیک آپ نے کہہ دیا ہم نے مان لیا کہ آپ نہیں آنے دیں گے۔ آپ روکیں گے کیسے barriers لگا کے روکیں گے 5 سو پولیس والے deploy کر کے روکیں گے، اُس کو FC کی مدد سے روکیں گے، اُس کو آنسو گیس چلا کے آپ اُسکو روکیں گے۔ روکنے کا کوئی طریقہ کارتہ ہوگا۔ کوئی ہمیں مطمئن کر دیں تاکہ ہم بھی اپنے گھروں میں آرام سے سوچائیں۔ کیونکہ اگر یہ کرونا وائرس اس بلوچستان میں یہاں کی 1 کروڑ 22 لاکھ کی آبادی میں پھیل گی۔ تو جناب والا! یہ ان کے ساتھ رکے گا نہیں۔ اس سے آگے سندھ اور پنجاب کے باڈر زہارے ساتھ لگتے ہیں۔ یہ پاکستان کی 22 کروڑ کی آبادی کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔ کیونکہ جو condition، جو حالات ہمارے ہیں۔ وہی حالات اس وقت ہماری مرکزی حکومت اور باقی چار صوبوں کے بھی ہیں۔ وہ ہم سے تھوڑے سے تو بہتر ہو گے۔ لیکن اتنے اچھے ہیں ہم سے کہ وہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ تو جناب والا! اس کے لیے میری request ہے ساتھیوں سے کہ فوراً سے پیشتر federal government کے ساتھ روابط کر کے اور اس میں چائیز گورنمنٹ کو بھی involve کیا جائے کیونکہ ان کا تجربہ ہم سے زیادہ ہے resources ہیں وہ ہم سے زیادہ ہیں۔ تو اس حوالے سے تمام دوست اس کو سنجیدگی سے لیں اور اس پر ایک open debate کریں۔ اور سنجیدہ کارروائی اس پر کریں۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ اس انتہائی اہم اور خطرناک issue پر یہ دوست سنجیدگی کے ساتھ اس پر سوچیں گے اور سنجیدگی کے ساتھ عمل درآمد کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ لانگو صاحب! ابھی کوئی اور اس تحریک پر بحث کرنا چاہتا ہے یا بات کرنا چاہتا ہے۔ اچھا! مشترک تحریک التوا نمبر 3 پر اپوزیشن اور حکومتی اراکین نے سیر حاصل بحث کی۔ واقعی یہ مسئلہ انتہائی اہم اور فوری نوعیت حاصل مسئلہ ہے لہذا صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کو چاہیے کہ وہ حالات کی سیکنی کو منظر رکھتے ہوئے فوری طور پر بلوچستان سے مسلک ایرانی سرحدی علاقوں پر خصوصی توجہ چینگ اور اسکریننگ کو عمل کوئینی بنانے کے لیے عملی اقدامات اٹھائے جائے۔ لہذا حکومتی ثابت یقین دہانی پر تحریک التوا

نمبر 3 نمائادی جاتی ہے۔

سردار یار محمد صاحب کوئی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہے۔ سردار یار محمد رند قرارداد نمبر 21 پیش کریں۔

سردار یار محمد رند (وزیر تعلیم) : بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ہرگاہ کہ بلوچستان اسمبلی یا یوان گزشتہ دونوں چین اور ایران میں کورونا وائرس سے ہونے والی ہلاکتوں پر چینی اور ایرانی حکومت ان کے عوام سے اظہار ہمدردی کامل یکجہتی اور ہر قسم کے فنی، مالی اور دیگر تعاون کی کامل یقین دہانی کرتا ہے۔ اور بلوچستان کے عوام تمام سیاسی جماعتیں متفقہ طور اس امر کا اظہار کرتی ہیں کہ اس مشکل کی گھڑی میں ہم چین اور ایران اور متاثرہ ممالک کے عوام کے ساتھ ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 21 پیش ہوئی۔ آیا قرارداد منظور کی جائے؟۔ جی قرارداد نمبر 21 متفقہ طور پر منظور ہوئی۔۔۔ (مدخلت) جی کورام پورا ہے۔ جی قائد ایوان جناب جام کمال صاحب۔

جامعہ میر کمال خان عالیانی (قائد ایون) : بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے تو یقینی طور پر جس مسئلے کے حوالے سے ہم بات کر رہے ہیں تھوڑی بہت روشنی میں اُس پر ضرور ڈالوں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! کرونا وائرس ایک کوئی بہت غیر سنجیدہ subject ہے کہ جہاں کوئی چھوٹی سی وباء کہیں پھیل جائے۔ کہیں پر flow diarrhea کا بڑھ جائے کہیں پر ملیریا کے cases بڑھ جائیں یہ ایک ایسا phenomena ہے جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہم دنیا کی اُن علاقوں کی بات کر رہے ہیں جہاں، جن کے National overall performance کی technology ہے۔ اور اس وباء کے حوالے سے اُنکے systems پورے ناکارہ ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اور پھر ہمارا comparison بلوچستان کا اور پھر پاکستان کے issues کو ہم ایسے relate کر رہے ہیں کہ کورونا وائرس کے ساتھ جیسا کہ ہم شاید ترقی یافتہ ممالک میں سب سے آگے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود یہ آج دوسرا دن ہے بلکہ تیسرا دن ہے، ہفتے کے دن جب یہ ساری situation تھوڑی بہت ایران کے حوالے سے نکلی بھی تھی۔ اور بہت سارے لوگوں کو اس کا علم بھی نہیں تھا، بہت سارے لوگ مجھ سے question بھی کر رہے تھے کہ جی شاید پاکستان یا ایران کے حوالے سے ایسا issue تو نہیں ہے۔ تو کوئی جزو اف ایران نے بھی اس کی تصدیق کی کہ کوئی ایسی بات ہے نہیں۔ لیکن international

media میں، الجزیرہ میں اور دوسری جگہوں پر بہت عام ہوتا چلا گیا کہ کچھ کیسر پائے گئے ہیں۔ اور جس کی آج تک تصدیق بہت زیادہ ہوئی ہے۔ ہفتے کے دن میں نے جناب وزیر اعظم صاحب سے گفتگو کی۔ پھر minister for federal ہیں، ان سے میری بات ہوئی۔ چیف سینکڑی صاحب، natural home department کے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور جس کی ساتھ باقاعدہ ہم تین دن سے وابستہ ہیں۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ جو camps ہیں اور یہاں تک کہ ہماری disaster authority ہے۔ سینکڑی ہیاتھے ہے، ان کے ساتھ ساتھ باقی سارا جتنا بھی عملہ ہے، کمشنر جو سارے ہمارے Mekran Division کے اور Rakshan Division کے، ان سب کے ساتھ باقاعدہ ہم تین دن سے وابستہ ہیں۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ جو surveillance یا ایک mechanism ہے اُس کو لے جانے کے لیے بھی سدرن کمانڈ کے ساتھ in-touch ہے۔ اور وہاں تھنڈا بارڈر میں ہماری ٹیمیں گئیں۔ ساتھ ساتھ جیونی ہے بند ہے، چمن کا بارڈر ہے، انہی کوششوں کی وجہ سے بہت سارے steps لئے گئے۔ اور ہم اس کو اپنے لحاظ سے جتنی بھی ہماری قوت ہے۔ کیونکہ یہ کرونا وائرس لا علاج ہے۔ یہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کے لیے ہمارے پاس چار دوائیاں ہوں۔ اور چار انجکشن ہوں۔ اور دو کمپ ہم لگادیں تو یہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ totally phenomena ہے جس نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ لیکن اس بات پر آپ سب اتفاق رائے میں بھی ہیں اور ہم سب نے ذہن حکومت نے بھی یہ بنایا ہے کہ ہماری جتنی کوشش ہے ہم اُسکو اسی level تک serious department کے حوالے سے ہوں، کمپ کے حوالے سے ہوں، precautionary equipments کے حوالے سے ہوں، methods جو بھی ہو گا کہ حکومت بلوچستان پچھلے تین چار دنوں سے کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ مزید بھی کر گی۔ آج ہی بلکہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں تو ہماری صوبائی level اور وفاقی level پر بھی meetings ہو رہی ہیں۔ جس پر اس کی steps کے حوالے سے جو جو مزید لئے جانے ہیں۔ ان پر بھی بات ہو رہی ہے۔ تو میں House کو بھی assure کرتا ہوں۔ اور آپ کے توسط سے اور میڈیا کے توسط سے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان شاید وہ پہلی میرا خیال حکومت ہے جس نے پچھلے تین چار دنوں سے اس issue پر بہت seriously لیکر، آپ نے current measures بھی لیے ہیں۔ یہاں

تک کہ زائرین کا بھی معاملہ تھا۔ اُس حوالے سے بھی اُنکے tour operators کے ہم نے کہا کہ ہم نے ہر وہ تدابیر لینی ہیں۔ تاکہ اس چیز کو best level پر ہم اپنی کوشش کریں کہ کرسکیں۔ جناب اپنے صاحب! امید ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ epidemic restrict یا global ہے، اس کا تدارک نکلے۔ کیونکہ اللہ نہ کرے کوئی ایسی spread out ہوتی ہے، یہ بہت سارے ملکوں کو، چاہئنا کو خاص کر بہت نقصان پہنچ چکا ہے اس کے حوالے سے economic ہوتی ہے جانی زندگیوں کے حوالے سے جہاں تک ہمارے اپوزیشن کے کچھ لوگ بات کر رہے تھے۔ جب initially چاہئنا میں یہ بات ہوئی۔ سردار نہ صاحب یہاں موجود ہیں۔ باقاعدہ ہمارا Ambassador پلانٹ بھی اسی حوالے سے گیا کہ وہاں چاہئیز اور ہمارے پاکستانی اور بلوچستان کے جوور کرز ہیں، وہ یہ محسوس نہیں کریں کہ شاید ہم، کیونکہ ہماری وابستگی چاہئیز کمپنی کے ساتھ ہے۔ اور چاہئیز لوگ یہاں ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ لوگ ہماری طرف نہیں آئیں، اور ہم سے نہیں ملیں۔ اس غرض سے کہ شاید ہمارے اندر بھی وہ وائز ہو تو ہم ہمارے کابینہ کے کچھ اراکین اور ہماری bureaucracy کے چار، پانچ سیکرٹریز ہم وہاں باقاعدہ خود گئے۔ ہم اُن سے ملے۔ اُن کے ساتھ ہم نے time گزارا۔ ایک trust confidence دلانے کے لیے کہ اگر ایک issue ہے بھی تو اسکو address کرنا ہے۔ اور اگر ہم serious نہیں ہوتے اور ہم اتنے خوفزدہ ہوتے اور ہم چیزوں کو اپنے لحاظ سے سنجیدہ نہیں لیتے تو ہم شاید سینڈک کی طرف نہیں جاتے۔ اور میرا خیال ہم سے پہلے شاید وہاں کے جو ہمارے بہت سارے نمائندے ہیں وہ جو MNA کی seat پر ہیں یا قریبی علاقوں سے جو MPA ہیں، جو سینڈک کے حوالے سے، بلوچوں کے حقوق کے حوالے سے، تو بڑی باتیں کرتے ہیں۔ تو انکو جانا چاہئے تھا۔ وہ بھی جاتے۔ اور ہمارے چودہ سو بلوچستان کے ملازم میں کی ہم بات کرتے ہیں۔ تو آج یہاں CM سیکرٹریٹ کے سامنے دھرنا سے بہتر تھا کہ ہم یہ اپوزیشن کے اراکین جاتے سینڈک اور ملتے وہاں بلوچستان کے لوگوں سے۔ ہمارے employees سے ملتے کہ جی آپ بے فکر ہیں۔ اگر لوگ آپ کو اپنے آپ تھوڑا feel کر رہے ہیں کہ یا! آپ چاہئیز کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ہم آپ کے پاس ادھر آئے ہوئے ہیں۔ لیکن یہاں میرے خیال میں مسائل کچھ اور ہیں۔ اور ہم انکو کسی اور

سنجدگی پر لے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ گورنمنٹ آف بلوچستان اس پر سنجدہ ہے۔ اور ہر لحاظ سے اپنی پوری کوشش کرے گی۔ جناب اسپیکر صاحب! کچھ دنوں سے ہماری کولیشن گورنمنٹ کے اوپر ہڑے، یہ میں کہتا ہوں کہ جس سے موسم کا ایک رو یہ ہے کہ جب بھی PSDP یا بجٹ آتا ہے۔ تو ایسے ایسے نئی چیزیں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں جو پورے 8 مہینوں میں ہم کبھی نہیں دیکھتے ہیں، نہ ہم نے 8 مہینوں کے اندر یہ کالی پیٹاں پہلے دیکھیں۔ نہ ہم نے کبھی چیف منستر کے دفتر کے آگے گے sittings ہم نے ان 8 مہینوں میں دیکھا۔ شاید اس کی وجہات کچھ اور ہوں گی۔ لیکن جو جو ہمارا یہ بجٹ قریب آتا ہے، مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم اپنے روپوں میں اپوزیشن کی طرف سے ایسی ایک massage دیکھنے کو آتا ہے جو غیر سنجدہ پایا جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ اگر حکومت کے ساتھ اگر انکو اپنی حلقوے کی کوئی یا اپنے district کے معاملات کے حوالے سے کوئی بات کرنی ہے۔ تو اس سے اچھا forum کیا ہو سکتا ہے۔ کیا وہ یہاں کھڑے ہو کر اپنی بات کریں۔ کیا ہم سنجدہ نہیں لیتے۔ کیا وہ اپنے issues پر بات کریں گے۔ ہم سنجدہ نہیں لیتے۔ لیکن ایک بات کا احساس ہمیں ضرور کرنا چاہئے۔ حکومت اپنا کام کرتی ہے۔ اور اپوزیشن اپنا کام، اگر اپوزیشن کے اراکین یہ سمجھیں کہ وہ ہر چیز جو حکومتی حوالے سے ہمیں dictate کریں گے اور ہم اسکو مانگیں، ممکن نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہماری حکومت ان benches پر حکومتی حوالے سے کام کر رہی ہے۔ پالیسی ہماری ہے۔ ہماری coalition partners کی ہے ہم اپنے کابینہ میں بیٹھتے ہیں، ہم ان کے اوپر سنجدہ بات کرتے کرتے ہیں اور اپنے decisions میں بیٹھتے ہیں یا بُرے ہیں جلدی ہیں یا بعد میں ہیں جیسے کبھی ہیں ان کی ownership ہماری ہے ان کی ownership کبھی وہ اپوزیشن نہیں لے سکتی ہے۔ اور اگر اپوزیشن یہ سمجھے کہ بالکل ایک ایسا رؤیہ ہو جہاں انہوں نے بات کی کہ جی ہمارے ڈسٹرکٹس میں مداخلت ہے ہمارے حلقوں میں مداخلت ہے ہمارے آفیسرز میں مداخلت ہے ہمارے کاموں میں مداخلت ہے تو جناب اسپیکر صاحب! یہ جو حکومتی ایک پوری مشینی ہوتی ہے یہ اس طرح تو تالع نہیں ہے کہ جس طرح وہ چاہیں گے وہ اپنا کام ادھر آ کر کے ہمارے آفیسرز کریں گے۔ ہمارا ایک طریقہ کارہے ہم اپنی پالیسی پر کام کریں گے اور ہماری پالیسی اگر اچھی ہے یا بُری ہے بالکل ان پر تنقید کریں اس فلور پر کریں اس مائیک کے سامنے کریں واک آؤٹ کر کے چیف سیکرٹری یا چیف منستر یا کسی منستر کے دفتر

کے سامنے دھرنا دینے سے آپ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ چیزیں ایڈرلیں ہوں گی تو یہ چیزیں بالکل ایڈرلیں نہیں ہوں گی ہم اس ہاؤس کو اہمیت دینا چاہتے ہیں بلکہ ہم سے زیادہ تو آپنے اس ہاؤس کو اہمیت دینی چاہئے۔ ہم اگر سنجیدہ نہیں لیتے ہیں آپ کے پاس تو یہ سب سے بڑا فورم ہے تو اس ہاؤس کا تقدس، اور اس ہاؤس کی اُس وقت بحال ہوتی ہے جب ہم اُس کو وہ respect دیتے ہیں۔ ہم بیٹھے بیٹھے جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کے لوگ تقریر کرنے کے لئے شروع ہوتے ہیں۔ دیکھیں اگر ہم بھی کل کو اگر serious نہیں لیں اور ہر دوسرے بات پر کورم کی pointout کرائیں تو کورم pointout کرانے سے آپ کا اس پر نقصان ہو گا۔ حکومتی طریقہ کارتوں پر مشینی کام کر رہی ہے۔ ہم تو سنجیدہ یہاں اس لئے آتے ہیں کہ یہاں ہم ہاؤس کے اندر بھلے چار ممبر ہوں۔ آپ لوگوں کو بھی بیٹھنا چاہئے اور ہمیں بھی بیٹھنا چاہئے۔ لیکن اگر آپ اس طرح کا رو یہ رکھیں گے تو مجبوراً اسکا نقصان بھی آپ کو اٹھانا پڑے گا۔ جناب اپنیکر! میں چند مزید باتوں کی طرف آؤں گا کیونکہ ہر دو مہینے کے بعد ہمیں ایک رام گیتا سنائی جاتی ہے کی اور کچھ مفسرین ایسے performance کے ساتھ ایسے ثمارات کے ساتھ آتے ہیں opposite بڑی افسوس ہوتی ہے۔ میں بالکل apprecciate کروں گا میں جب یہاں بیٹھا تھا تو ہمارے وڈھ کے جو ایم پی اے تھے انہوں نے جس سنجیدہ انداز میں اپنے تجاویز اُس قرارداد کے حوالے سے دیئے میں توقع اُن سے نہیں رکھ رہا تھا۔ لیکن میں جن سے توقع رکھ رہا تھا۔ میں بڑی حیرت میں پڑ گیا کہ ایسے facts and figures جو قریب کہیں سے نہیں گزرتے اور شاید ہم نے اگر یہ سو شل میڈیا یا کسی اور لوگوں کو صرف تقاریر میں جو بھی بولنا ہے چاہے حق ہو غلط ہو facts and figures اور believe کریں۔ تو آج کا بلوچستان اس طرح نہیں ہے جناب والا! آج لوگ notes کیا اور جواب تو figures سے واقف ہیں۔ اور میں جناب محترم ممبر کے کچھ points کو میں نے note کیا اور جواب تو میں اُس دن دینا چاہ رہا تھا لیکن انہوں نے کورم کی نشاندہی کروادی۔ تو میں نے کہا کہ خیر یہ موقع ہمیں پھر بھی ملے گا۔ اس اسمبلی سے میں اور آپ اپنی آنکھ مچوی زیادہ نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی آج وہاں بیٹھتے، ہم بیٹھتے، ہم نے بڑی خاموشی سے اُن کی بتائیں سنیں۔ لیکن جہاں ہم اُن کو کوئی تقریر کرنے آتے ہیں یا کوئی بات بتانے آتے ہیں تو اپوزیشن جو ہے نا وہ اپناراستہ آرام سے اختیار کر کے چلی جاتی ہے۔ کوئی

بات نہیں۔ ہم بھی، ہم اس اسمبلی کو زیادہ serious لے رہے ہیں تاکہ لوگ ہماری باتوں کو اس حوالے سے بھی سنیں۔ جناب اسپیکر صاحب ایک بڑی عجیب بات میں نے سنی کہ انہوں نے کہا کہ جی KP government چھتر ہزار jobs دے دی ہے اور ہماری حکومت کو بھی jobs دینی چاہئے۔ میرے لیے بڑا shocking ہوا کہ چھتر ہزار jobs دینا کوئی آسان کام نہیں ہے کہ semi حکومت کے لئے وفاقی حکومت کے لئے بڑی مشکل ہے۔ تو میں نے تھوڑی research کی تو مجھے 2017ء کے روزنامہ DAWN کی ایک cutting نظر آئی جس میں لکھا تھا کہ KP government نے چھتر ہزار jobs regularization of jobs کی ہیں جس میں سے 70 ہزار jobs کی انہوں نے کرایں کہ اُن کی کی ہیں promotions کی ہیں اور 4 ہزار jobs create کی کی ہیں renewrization اور یہ 2017ء کی بات ہے اور یہ 2019ء اور 2020ء کی بات نہیں ہے۔ لیکن اس فورم پر میں اگر آج کھڑا ہو جاؤں اور میں بولوں کہ جی دیکھیں کہ فلاں حکومت یہ کام کر رہی ہے اور انہوں نے یہ precedence step لے کے step کی ہیں۔ تو لوگ آج کی نسبت سمجھیں گے۔ جناب والا! یہ 2017ء کی آف بلوچستان نے جتنا اعلان کیا وہ ہم نے advertisements کی اور آہستہ آہستہ ہم نے اپنے سارے jobs کی بھرتی بھی کر دی ہے۔ لیکن یہاں آ کر کے چھتر ہزار کا یہ غلط figures دینا اور ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ 70 ہزار جو پوٹھیں اُن کی new created promotions تھیں اور 4 ہزار facts and figures کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اور یہاں آ کر کے آپ کوئی اور posts کی باتیں ہو رہی ہیں۔ پھر ساتھ ساتھ ایک بڑی عجیب بات تھی کہ جی انہوں نے کوئی آٹھ ملکے گناہیے کہ ان سب جناب اسپیکر صاحب! ان آٹھ ڈیپارٹمنٹس کے اندر چھ پرسنٹ پی ایس ڈی پی کا ایلوکیٹ ہوا ہے جس میں ایک پلچر، لا یور اسٹاک، مائنز اور تین چار اور ڈیپارٹمنٹس انہوں نے گنادیے ہیں۔ اور آپ نے چھ پرسنٹ کے برابر ہے اور آپ من مان جائیں۔ جناب اسپیکر! صرف آپ ایک پلچر کا بجٹ کھولیں وہ اس چھ پرسنٹ کے برابر ہے اور آپ نے آٹھ ڈیپارٹمنٹس کو چھ پرسنٹ پر کہہ دیا کیونکہ آپ نے تقریر کی اور آپ نے بتا دیا کہ جی حکومت بلوچستان اتنی سنجیدہ ہے کہ ان ان ڈیپارٹمنٹس میں صرف چھ پرسنٹ انہوں نے رکھا ہے۔ اور بہت سارے

لوگ مان بھی لیتے ہیں۔ سو شل میڈیا پر میں نے دیکھا ہے ٹوئیٹر فیس بک پر جب یہ چیزیں پھیتی ہیں تو لوگ پھر ہم سے سوال کرتے ہیں کہ جی واقعی آپ نے صرف اتنا رکھا ہے؟ میں ان کو بھی کبھی کہتا ہوں کہ facts and figures صرف تقاریر سے نہیں ہوتی ہیں۔ یہ کتاب سامنے رکھا ہے۔ اس کتاب کو آپ پڑھیں فناں ڈیپارٹمنٹ کے پاس جائیں اپنے نمبرز لیں اور ان کو جمع کریں۔ اور پھر ترتیب دیکھ لیں کہ ہماری بات ٹھیک ہے یا کسی اور کی بات ٹھیک ہے۔ بلوچستان کے سارے پولیٹیکس بند ہیں، انہیں کے، میں کس طرح یہ کہہ سکتا ہوں۔ پورے بلوچستان میں سات پولیٹیکس چل رہی ہیں جناب اسپیکر! چل رہے ہیں اور میرے محترم دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان کے سارے پولیٹیکس بند ہیں۔ اور 02 پولیٹیکس ہمارے بحیثیت میڈیکل کالجز میں چل رہے ہیں بلوچستان میں ٹوٹل 09 کے لگ بھی پولیٹیکس ہیں جو اپنا کام کر رہے ہیں اور میں یہاں آکے august forum پر اور اسپیکر کے سامنے یہ بات کہوں کہ جناب اسپیکر! بلوچستان کے سارے پولیٹیکس بند ہیں۔ تو ایک عام بلوچستانی کیا سوچے گا۔ وہ بولے کا بالکل بند ہو گئے ہیں شاید لیکن ہم ان باتوں کو بار بار کم از کم، میں اسی لیئے کہہ رہا تھا کہ جناب اقبال صاحب، ان کی باتوں میں ایک بہت بڑا وزن تھا۔ اور جناب جو میرے دوسرے دوست تھے، اس فورم پر کم از کم ہم ان باتوں کو غلط تو نہیں کہیں۔ ٹھیک ہے آپ تقدیم کریں۔ آپ بولیں کہ جی performance فلاں ادارے کی ٹھیک نہیں ہے لیکن اعداد و شمار کی جب آپ بات کریں وہ اعداد و شمار پھر ایسے ہونے چاہیں جو factual ہوں۔ تو تین چیزیں میں تو آپ کو سامنے گනا ہوں۔ 75 ہزار KP jobs میں، چھ پرسنٹ پی ایس ڈی پی کے پورے وہ چھ ڈیپارٹمنٹس تھے انہوں نے تقسیم کر دی اور بلوچستان کے سارے پولیٹیکس بند پڑے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ان کا جانا بہت سارے پولیٹیکس میں نہیں ہوا ہوگا تو انکو جانا چاہئے یہ الگ بات ہے کہ شاید کسی ایک ضلع کا بند ہو جو بن رہا ہو۔ جناب اسپیکر! کھیت ان صاحب یہاں موجود ہیں جناب سردار یار محمد رند صاحب نواززادہ طارق مگسی صاحب اور ہمارے سارے ممبران ادھر ہیں میرے خیال ہمارے دوستوں نے اپوزیشن کا ماحول بھی دیکھا نہیں ہے یہ تو بہت اچھا ماحول میں ہیں۔ ماضی کے اندر جتنی حکومتیں گزری ہیں وہ آپ نقشہ نکال لیں کہ اپوزیشن کے علاقوں میں حقوق میں جگہوں پر افسروں میں کیا کام ہوتا تھا۔ آج وہ کہتے ہیں کہ جی مداخلت ہو رہی ہے۔ ہم آج بھی کہیں گے اور بڑے اثر و ثوق سے کہیں گے کہ یہ پوری گورنمنٹ

جو آپ کے سامنے بیٹھی ہے coalition partners کے ساتھ کہ ہم نے ایسی مثالی حکومت کسی اپوزیشن کے ساتھ یہ پہلی دفعہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اتنا بُرداری کا اور اتنے اچھے انداز میں اور بڑے خلوص کے ساتھ اور ایک بڑے respectful انداز میں ہم نے کسی کی حلقے میں مداخلت نہیں کی ہے۔ اور اگر یہ حکومت چاہے تو اپنے مشینری کو بہت حد تک استعمال کر سکتی ہے۔ اور ان سے جناب والا! آپ ضرور پوچھیئے گا ان میں سے کوئی ایک ممبر بھی اپوزیشن کا، ایک ممبر، وہ بھی کھڑا ہو کے صرف یہ بتا دے کہ جی میرے حلقے میں اور میرے ڈسٹرکٹ میں کام نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی بھی ایسا حلقہ نہیں ہے۔ یہاں میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جہاں پچاس سال تک کروڑ سے کم کے کام ہو رہے ہوں۔ اور ہمارے باقی پروگرام ہمارے چل رہے ہیں وہ اگر سارے اگر آپ ملائیں تو ایک ارب سے figures کوئی بھی نیچے نہیں آتا، یہ کہاں ماضی میں ہوا ہے کہ کسی حکومت نے کسی اپوزیشن حلقے کے ڈسٹرکٹ میں فنڈ زدیا ہو بالکل نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جی ہمارا نمائندہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہمارا بیکولیشن گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ بھلے وہاں ہماری پارٹی ہے یا نہیں بھلے ہمارے ممبر ہیں یا نہیں لیکن بلوچستان کے لوگ وہاں رہ رہے ہیں۔ بلوچستان کی نمائندگی تو وہاں ہے اور ان کا کیا قصور ہے کہ اگر ان کا نمائندہ کسی اور پارٹی سے ہے لہذا اگر ہم نے ترقی کرنی ہیں تو بلوچستان کے ہر ضلع کے اندر ہم نے یہ ترقی کا جال بچھانا ہے اور الحمد للہ ہم بچھارہ ہے ہیں۔ اور آپ اس کو انشاء اللہ وقت کے ساتھ جیسے جیسے چل رہا ہے دیکھتے بھی جائیں گے۔ تو جناب اسپیکر! ایک میرے دوست نے بڑی عجیب بات کی اور شاید ماضی کے کچھ ایسے تقاریر ہیں جنہوں نے بلوچستان کو بہت بڑے stages پر ایسے لا کر کے کھڑا کر دیا جہاں بلوچستان کو بہت بڑا نقصان ہوا۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم یہاں اس مائیک پر بات کرتے ہیں اس کا اثر کہاں کہاں تک جاتا ہے۔ ہم نے پچھلے پندرہ سالوں میں بلوچستان کے لوگوں کا خون اتنا گرم کیا کہ جس کا بہت بڑا نقصان پھر ہمیں بھی پتا ہے کہ ہم نے کس طرح روکا۔ اور جن لوگوں نے اسی کوئی کے چورا ہوں پر اور پہنچنیں کہاں کہاں بڑی بڑی تقریریں کر کے جلوسوں میں اور جس طرح اس نظریہ پاکستان اور اس بلوچستان کی ایک تصویر پیش کی تھی۔ آج ہمیں بھی پتا ہے وہ کہاں کہاں بیٹھتے ہیں اور کن کن کے حوالوں سے وہ اپنے فیصلے کیئے ہیں تو یہ مہربانی کر کے یہ بلوچستان کا جو غم اور تکلیف یہ جو بیان کر رہے ہیں یہ ہمیں یہ تعلیم زیادہ نہ سکھا کیں۔ بلوچستان کے لوگ ماشاء اللہ بہت واقف ہیں۔ ان کے پاس آٹھ سالہ پرانی سو شل میڈیا کی تقاریر بھی ہیں ان

کے پاس دس سالہ پرانے انتخاب اخبار کے headings بھی ہیں ان کے پاس جلسوں کی تقاریر بھی ہیں اور ان کے پاس گزشتہ آٹھ مہینوں کے اسمبلیوں کے اندر اور اس سے باہر کے بھی ساری ریکارڈز ہیں۔ تو آپ مہربانی کر کے اس اسٹیچ پر جب آئیں تو لوگوں کے ساتھ حقیقت سے بات کریں۔ Yes آپ suggestions بالکل دیں۔ لیکن یہ جذباتی انداز میں آپ لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کریں گے۔ بلوچستان کے لوگ ابھی نہیں ورغلائیں گے۔ وہ ہر چیز سے بہت واقف ہیں۔ اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے وہ cover کرنے کی کوشش کریں گے ابھی وہ covering age بھی ختم ہو گیا ہے ابھی لوگ انگلیوں پر چیزوں کو گلتے ہیں اور ان کو پتہ ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! عجیب سی بات ہے کہ ہمارے ایک دوست نے کہا کہ لنکریٹ اور استیل پر پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ اچھا بھی آٹھ مہینے کی اگر آپ پرانی تقریں لیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی کام نہیں ہو رہا ہے۔ روڈ زنیں بن رہی ہیں۔ اسکوں نہیں بن رہے ہیں ترقیاتی کام نہیں ہو رہا ہے پی ایس ڈی پی بدل نہیں رہا ہے پیسے لپس ہو رہے ہیں اب خود کہہ رہے ہیں کہ یعنی حیرت کی بات ہے کہ ستر فیصد جو ہے ناں وہ لنکریٹ اور استیل پر لگ رہا ہے۔ یہ تو ہمارے لیے بھی بڑا اچھا اعزاز ہے کہ اپوزیشن اپنی زبان سے خود مان رہی ہے کہ ستر فیصد کام پورا اچھا چل رہا ہے کیونکہ یہ جو استیل ہے یہ جو سریا ہے اور یہ جو لنکریٹ ہے اور یہ جو والٹر ہے اور یہ جو چیزیں ہیں یہ تو پھر روڈ زر پلکیں گے۔ یہ تو بلڈنگ پر لگے گی۔ یہ تو کسی عمارت میں کسی اسکول میں کسی ہسپتال میں لگے گی۔ یہ ہوا میں تو نہیں لگے گی۔ تو ہم نے اگر آج اپنی پی ایس ڈی پی اگر اسی فیصد complete کر کے تکمیل کی طرف جا رہا ہے اور اس کو فائل اسٹیچ پر لے جا رہے ہیں تو یہ ایک بہت بڑا کریڈٹ ہے جو اس گورنمنٹ نے اٹھایا ہے اور ایک ریکارڈ جو ٹائم میں کام کر رہی ہے اور شاید انہی کاموں کی وجہ سے ہے جو کہ ہر ہفتے کوئی نہ کوئی اپنی تکمیل کی طرف کوئی completion کی طرف کوئی شروعات کی طرف جا رہی ہیں۔ تو شاید ان کو محسوس ہو رہا ہے کہ یہ اگر ایک سال یا اس طرح نکل گیا تو شاید ڈولپمنٹ کے حوالے سے ہم سے بات نہیں کر سکتے اور انشاء اللہ نہیں کریں گے۔ باقی چیزوں میں بھی ہم انشاء اللہ ہم ان کو موقع نہیں دیں گے کیونکہ ہم صرف اس طرح خرچ نہیں کریں گے۔ لئے باقاعدہ ایک جامع طریقہ کار بنا یا گیا ہے ایک منصوبہ بنایا گیا ہے ہم نے پانچ پانچ چھ چھ مہینے cabinet meetings میں بیٹھے ہیں تو اس کی بینٹ نے اس پر بڑا کام کیا ہے اور اس کام کے نتائج اس طرح آپ

کے سامنے آ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمیں منصوبہ بندی کی ایک dialogue ہم سنتے ہیں کہ پالیسی حکومت کو پتہ نہیں ہے پالیسی کے تحت کام نہیں ہو رہا۔ حکومت آگے کی نہیں سوچ رہی۔ بلوچستان کی نہیں سوچ رہی jobs کا نہیں سوچ رہی ان کو پتہ نہیں ہے کہ پالیسی کس طرح بنتی ہے۔ مجھے بڑی حیرت ہے میرے دوست یا تو میرے خیال شاید وہ پی ایس ڈی پی کی کتاب بار بار اٹھاتے ہیں یا تو یہ شاید 2010ء یا 2012 کی ہو گی یا 2008ء کی ہو گی۔ یا شاید 2019ء کی کاپی اُنکے پاس نہیں ہو گی اگر وہ کہیں گے تو میں اپنے اسٹاف کو ہوں گا کہ انکو ایک بک بجھوادیں اور اسکو daily پڑھیں۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں ہر رات کو سونے سے پہلے اُس کو پڑھتا ہوں اور پھر سو جاتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پی ایس ڈی پی نے بہت ساروں کو ہلا کیا ہوا ہے کہ نیندیں بھی پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ اور وہ ہر رات چاہتے ہیں کہ اس کتاب کو میں ڈھونڈ لوں اور اٹھارہ مہینے ہو گئے ہیں اور کوئی نہ کوئی نقش اس میں نہیں نکل رہا تو اس میں انشاء اللہ آپ کو نہیں ملے گا اور اچھائی ہی ملے گی۔ آپ کو اپنے ضلع کے کام نظر آئیں گے آپ کو اپنے کابینہ کے جو آپ کے اپوزیشن دوسرے ممبران ملے ہیں اُنکے کام نظر آئیں گے۔ آپ کو ایسے ایسے کام نظر آئیں گے جو شاید آپ پس میں بھی اپوزیشن کے ممبر ز شاید ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں گے کہ بھائی آپ کے علاقے میں بہت لگ گئے ہیں ہمارے کم لگ گئے ہیں تو یہ تو بڑا اچھا طریقہ نہیں ہے۔ تو میں انکو یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ پلیز اس میں آپ اپنی ساری انرجی serve نہیں کریں۔ اگر کینسر ہسپتال بنتا ہے اگر بارڈر مارکیٹس، ماربل cities بنتے ہیں اگر سو شل انویسٹمنٹ میں عام بلوچستانی کے اخوت پروگرام سے فری لوں دیا جاتا ہے۔ اگر ٹریکٹر اسکیم آتی ہے۔ اگر انڈومنٹ فنڈ سے کینسر， lungs، kidney transplant، reforms، structure and mechanism کے سارے اضلاع کی ٹاؤن پلانگ ہوتی ہے اگر ماشر پلانگ ہوتی ہے۔ اور اگر پورے بلوچستان کے پلانگ بنتی ہے اور اس پر کام شروع ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ بلوچستان کی ان تین سالہ ہسٹری میں روینو جزیش نز ڈبل سے ٹرپل ہوتی ہیں اور اسی طریقے decentralization جسے ہم بار بار کوئی بھی حکومت چاہے وفاق کی ہو یا دنیا کی ہو کہ اسکا نچلی سطح پر جانا ہوتا ہے جو کہ یہ decentralization of financial administration

حکومت کرتی ہے۔ اگر پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اور بجٹ کے حوالے سے MSD پہلی دفعہ ضلعی سطح پر اور ڈویژنل سطح پر جاری ہے، جہاں ہر ڈسٹرکٹ، ہر ڈویژن اپنی خریداری خود کریں گے۔ ایم ایس ڈی صرف پرائس کنٹرول کے حوالے سے پورے بلوچستان میں پرائس دے گی۔ ہر ضلع جا کے اپنی دوائی خود لا لے گی اپنی مرضی کی لا لے گی اپنی ضرورت کے حوالے سے لا لے گی علاقے کی نسبت سے اگر پندرہ ہزار بچوں کو trained کرانے کیلئے انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کیسا تھا جو وفاقی ہے، گورنمنٹ آف بلوچستان ایک agreement-sign اس ڈسٹرکٹ میں نکالیں گے اگر یہ منصوبہ بندی نہیں ہے اور جناب اپنیکر! ہم بلوچستان کے 180 اسٹوڈنٹس کو مختلف یونیورسٹیوں سے لا کے کوئی میں ان کی ٹریننگ کراکے تاکہ future میں بنس ماؤنٹ پر گورنمنٹ آف بلوچستان ان کیسا تھا پیسے کی مد میں مدد کرے، یا اپنی کمپنیز بنا سکیں، ان کو انکم ٹیکس کی ٹریننگ ہو، سیلز ٹیکس کی ٹریننگ ہو، کمپنی رجسٹرڈ کیسے ہوتی ہے۔ اور اگر اس طرح کی بہت ساری چیزوں سے اگر یہ منصوبہ بندی اور میرے پاس بہت سارے اور ہیں اگر یہ منصوبہ بندی نہیں ہے۔ اگر یہ پالیسی نہیں ہے۔ اور اگر پی ایس ڈی پی کو چھ مہینے تک rationalize اگر ہم کر کے ایک مثالی پی ایس ڈی پی پہلی دفعہ بلوچستان کی ہسٹری میں بنتی ہے جہاں زندگی میں پہلی دفعہ اس پی ایس ڈی پی کتاب کو propely rationalize کیا گیا، اس کی کمزوریاں ختم کی گئیں، اس کو efficient بنائی گی اس کی allocations اس کے costing اس کے ساری چیزوں پر پوری کابینہ نے ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں کوئی sittings کی ہیں، ہماری sub-committees نے کی ہے باقیوں نے کی ہیں۔ اگر یہ سب منصوبہ بندی نہیں ہے۔ بلوچستان کا ریونیو، بلوچستان کی پالیسی، بلوچستان کی ترقی کو آگے لے جانے کیلئے نہیں ہے اور باقی بہت ساری چیزیں میں نے بتائی نہیں ہیں۔ تو میں اپنے دوست کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ دو pages پنا کے لا کئیں اور black and white میں ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس طرح ہونا چاہیے اچھا ہو جائے بُرا ہو جائے، کم ہو جائے جس طرح ہم نے facts and figures پر کام کئے ہیں۔ ہم نے ایک پالیسی بنائی ہے، آپ بھی ایک پالیسی بنائیں، اگر اچھا ہوتا ان اٹھارہ مہینوں میں اس ٹیبل پر آج ایسا ایک sheet بنا کے سامنے ہمارے یہ لوگ رکھ دیتے کہ آپ کی یہ ساری پالیسیاں غلط ہیں اور ہم ان کے سامنے یہ پالیسیاں

تجویز کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ اٹھارہ مہینوں میں ایک کاغذ، تین پیغمبر چھوڑیں آدھا چبح بھی نہیں لائے ہیں ابھی تک۔ لیکن صرف چار لاٹنیں اگر میں بول دوں کہ چھ پرسنٹ، 75 ہزار، 70 فیصد اور لوگ من و عن مان جائیں، یہ حقیقت نہیں ہے۔ اور ہم بھی اس کو مانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اسی طرح خان صاحب کی ایک پرائم منستر کی بات پر انہوں نے بڑی تقید کی ہے۔ میرے خیال میں ان کو کرنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ وفاق میں وہ تو پیٹی آئی حکومت کی ساتھ شمولیت میں ہیں، coalition میں ہیں باقاعدہ فنڈنگ میں ہیں، اسکیمات میں ہیں، سب کچھ میں ہیں۔ میں نے تو نہیں سنا ہے کہ مشتمل اسمبلی میں جس طرح اس اسمبلی میں ان کا ایک ممبر کھڑا ہو گیا ”کہ خان صاحب نے اس طرح یہ بات کیوں کی“ تو وہاں بھی کریں۔ ہم نے وہاں تو نہیں سنی کوئی ایسی خاص بات۔ اگر آپ نے اتنا بڑا احتجاج کرنا تھا اور خان صاحب نے کیا کہا کہ ریکوڈ ک کے وسائل ایسے ہیں۔ یہ پورے پاکستان کے بھی قرض اُتار سکتے ہیں تو اس میں کوئی غلط بات تو نہیں ہے۔ ریکوڈ ک واقعی اتنا بڑا ایک وسیلہ ہے۔ اور اس وسیلے کو جب حکومت بلوچستان چلا گئی تو انشاء اللہ کچھ taxes صوبائی level پر ہیں۔ رائلٹی صوبائی level پر ہے۔ کچھ وفاقی taxes بھی ہیں۔ کیا آپ کوئی دیتے؟ آپ کی تجواہ میں سے اکمیکس نہیں کہتا؟ آپ کی تجواہ یا باقی خریداری کرتے ہیں کیا آپ وفاق کو ٹیکس نہیں دیتے۔ آپ سب ٹیکس دیتے ہیں اپنے کاروبار میں۔ تو کل کوئی کاروبار اس صوبے میں آیگا وفاق کو یقینی طور پر اسکا ٹیکس جائیگا۔ اور انہی ٹیکسوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے ایک اپنایا یہ کہا تھا کہ ریکوڈ ک ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے حوالے سے یہ پاکستان کے بھی بڑے مسائل حل کر سکتا ہے۔ اور ہم صرف اس کو یہ لے کر کے بیٹھ جائیں کہ انہوں نے بولا پاکستان کے قرضے ریکوڈ ک اُتارے گا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ حقیقت میں تھوڑا دور ہے۔ ہمیں ان چیزوں پر تھوڑا سا غور کر کے بات کرنی چاہیے۔ اسی کی ساتھ ساتھ میں چند چیزوں کے حوالے سے اور بھی بات کرتا چلوں کہ ہم اس پورے مکینزم اور صوبائی لیوں پر ہیں۔ میں یقینی طور پر اگر کوشش کروں تو میری پوری کوشش رہے گی۔ یہاں ہم تین تین، چار چار گھنٹے تک بات کر سکتے ہیں۔ لیکن میں آج اس پر اسلئے بات کی اور صرف ان points پر بات کی میں نے اپنے آپ کو ان points سے ہٹ کر میں چاہوں تو یہاں تقریباً تین گھنٹے اور بھی تقریباً کہاں ہوں اور بلوچستان کے سارے چیزوں پر مؤقف بھی پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن چار چیزیں اُس دن میں نے سنیں جو مجھے محسوس ہوا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اُس حوالے

سے میں نے اپنی تقریر کو بڑا confine کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور میری ریکوئیٹ ہے اپوزیشن سے کہ وہ اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں، اس کو عزت دیں۔ آج یہ جو خالی کر سیاں، جو عزت نہیں دے رہی ہیں، وہ اس ہاؤس کو نہیں دے رہی ہیں۔ کیا ہم نے بلوچستان کے لوگوں کا ووٹ اس لئے حاصل کیا کہ ہم ان کو خالی کر کے چورا ہوں پر جا کے کام کریں؟ اگر ہم نے ویسے چورا ہوں پر اور روڑوں پر کر لیا، پھر ان جگہوں سے استغصی دیدیں۔ پھر ہم اسمبلیوں میں کیوں آتے ہیں؟ ہم اس اسمبلی کے اندر اسی لئے آتے ہیں کہ ہم اس فورم پر اپنے مسائل بیان کرتے ہیں۔ ہم اپنے علاقے کے اپنے معاملات صوبائی حکومت و فاقی حکومت بین الاقوامی ہر لحاظ سے چیزوں کے اوپر بات کرتے ہیں۔ ہم کمیٹیز میں جاتے ہیں۔ ہم مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہم نے اگر اپنی تجوہ اس لحاظ سے پوری کرنی ہے کہ ہم ان سیٹوں کو خالی چھوڑ دیں اور ہر دوسرے دن کورم کی نشاندگی کریں تو میرے خیال سے ہم سب سے ناجائز طریقے سے بلوچستان کے عوام کے صحیح معنوں میں جگہ جوانہوں نے ہمیں دی ہیں اس کیسا تھا ہم انصاف نہیں کر رہے ہیں۔ اور جناب اپنیکر صاحب! میری بڑی، اپوزیشن کے کچھ ممبران سے باقی ماشاء اللہ اتنا نہیں بولتے لیکن کچھ حضرات ہیں کہ آپ جب بھی کوئی ریفرنس دیں یا آپ نہ سمجھیں کہ ہم اس کا جواب دے نہیں سکتے، اعداد شمار کا خزانہ ہمارے پاس بھی بیٹھے ہوئے ماشاء اللہ Parliamentarians ہیں۔ اپنا وقت اپنا سب کچھ انہوں نے بلوچستان اور اس پورے ملک میں ایک وقت ہم سب نے لگایا ہے اور بال اس طرح یہاں سفید نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن بہت سارے لوگ اگر بات نہیں کر رہے ہیں، اور بہت سارے لوگ آپ کی طرح چار کاغذ قلم کی چیزیں لا کے یہاں بیان نہیں کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ناواقف لوگ ہیں۔ الحمد للہ ہم بہت واقف ہیں۔ بلکہ ہم اپنی جو ہماری جو تجوادیز ہیں ہماری جو انفارمیشن ہیں، وہ ہم خود gather کرتے ہیں۔ ہم یہاں کوئی چھڑک کے نہیں بٹھائے ہیں جو انٹرنیٹ سے لا کے چھاپ کے لا کے مجھے دیدیں۔ اور میں یہاں پورا دن پڑھتا ہوں۔ مجھے پتہ بھی نہیں ہے۔ اور مجھے پتہ بھی اس بات کا نہیں ہے کہ میں جو پڑھ رہا ہوں وہ ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ مجھے اگر پتہ ہوتا کہ یہ بات حقیقت سے دور ہے۔ میں کبھی اُسکو پڑھنے سے بھی گریز کروں گا۔ تو ہم یہاں بڑی محنت کرتے ہیں کہ یہاں سے ایک ایک لفظ اس مائنک کے حوالے سے اس ہال میں جب گونجتی ہیں اور پھر اس میڈیا کے through پورے بلوچستان میں یا پاکستان میں جاتی ہیں۔ اس کا ایک

وزن دیکھا جاتی ہے۔ اور مہربانی کر کے بلوچستان کا جب بھی یہاں سے کوئی پیغام جائے، وہ یہ کل کونہ کہے کہ جی بلوچستان اسمبلی کے اندر لوگ بیٹھ کے ادھر کی ادھر کی باتیں کرتے ہیں۔ تو مہربانی کر کے ہم کریں اپنی basic سی تجویزیں۔ Yes اعداد و شمار آپ بالکل بیان کریں لیکن correct کریں غلط نہ کریں۔

یہ education policy indicators، یہ economic indicators، یہ international standards، یہ standards چیزیں ہمیں بھی پتہ ہیں۔ لیکن ہم پورا دن بس اسی میں اپنا ٹائم گزارا کریں۔ الحمد للہ ہم پر یہ کل لوگ ہیں اس گورنمنٹ کے اندر ہم belief کرتے ہیں کہ ground reality خوب بات کرے گی اور انشاء اللہ و تعالیٰ جب یہ ٹائم پورا ہو گا، آپ کو اللہ تعالیٰ ایک ایک ایکشن میں بالکل موقع دے، آپ بھی بھاری اکثریت سے آئیں اور ادھر بیٹھیں اور آپ اپنی کار کردگی و کھاتیں اور بلوچستان کے لوگوں کو فیصلہ کرنے دیں۔ یہ فیصلے آپ نہیں کر سکتے۔ ہم جس حوالے سے انشاء اللہ کر رہے ہیں، ہم بہت پُرمیں ہیں کہ یہ coalition انشاء اللہ آنے والے ایک سال میں بلوچستان کے اندر وہ ایک پلیٹ فارم لا کے رکھے گی جو انشاء اللہ ایک مثالی بنے گی۔ اور پھر آنے والی حکومتیں اپنا ایک balance کر سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جام صاحب! چیئرمین مجلس عامہ کمیٹی بر مکمل آپاشی، توانائی، ماحولیات، جنگلات و جنگلی حیات! مجلس کی سفارشات کی بابت تحریک پیش کریں۔ چونکہ چیئرمین صاحب نہیں ہیں تو اس کو آگے کیلئے defer کیا جاتا ہے۔

چیئرمین مجلس قائمہ بر مکمل اطلاعات، کھلیل و ثقافت، سیاحت و آثار قدیمه، میوزیم (عجائب گھر و لابریریز)! مجلس عامہ کی سفارشات کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ نہیں ہیں۔ اس کو بھی اگلے اجلاس کیلئے defer کیا جاتا ہے۔

آڈیٹر جزل آف پاکستان کا آڈٹر رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

آڈیٹر جزل آف پاکستان کا آڈٹر رپورٹ برائے سال 19-2018ء برخوصی آڈٹر رپورٹ کمشنر کوئٹہ ڈویژن حکومت بلوچستان برائے مالی سال 2007-2008ء تا 2016-2017ء ایوان میں پیش کیا جائے۔

ماجبن شیران (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور): میں ما جبن شیران، وزیر خزانہ کی

جانب سے اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 19-2018ء برخصوصی آڈٹ رپورٹ کمشنر کوئٹہ ڈویشن، حکومت بلوچستان مالی سال 2007-2008ء تا 2016-2017ء ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 19-2018ء برخصوصی آڈٹ رپورٹ کمشنر کوئٹہ ڈویشن حکومت بلوچستان مالی سال 2007-2008ء تا 2016-2017ء ایوان کی میز پر رکھدی گئی ہے لہذا ان کو پہلے کام و نش کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 17-2016ء برکار کردگی آڈٹ رپورٹ بابت لسیلہ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈولپمنٹ اخراجی (لیڈا) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور: میں ماہینہ شیران وزیر خزانہ کی جانب سے اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 17-2016ء برکار کردگی آڈٹ رپورٹ بابت لسیلہ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈولپمنٹ اخراجی (لیڈا) ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 17-2016ء برکار کردگی آڈٹ رپورٹ بابت لسیلہ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈولپمنٹ اخراجی (لیڈا) کا ایوان کی میز پر رکھدی گئی ہے لہذا اسے پہلے کام و نش کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 18-2017ء برکار کردگی پرفارمنس آڈٹ رپورٹ سپلائی، انسلائیشن کمیشنگ اور آپریشن آف 2MGD داڑھی سیلینیشن پلانٹ برائے گوادر کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور: میں ماہینہ شیران، وزیر خزانہ کی جانب سے اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 18-2017ء برکار کردگی پرفارمنس آڈٹ رپورٹ سپلائی، انسلائیشن کمیشنگ اور آپریشن آف

2MGD و اٹڑی سیلینیشن پلانٹ برائے گوادر کا ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آڈیٹر جزل آف پاکستان کا آڈٹ برائے سال 18-2017ء برکار کردگی پر فارمنس آڈٹ رپورٹ سپلائی، انسٹالیشن کمیشنگ اور آپریشن آف 2MGD و اٹڑی سیلینیشن پلانٹ برائے گوادر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لہذا اسے پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سپرد کیا جاتا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 27 فروری 2020ء بوقت گیارہ بجے صبح کیلئے متوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 04:00 بجے اختتام پذیر ہوا)



